قرآنِ مُبین

٢٤ (24)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن
بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مُبین"

(مترجم وشارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی-اے آنرز-ایم-اے-پی ایچ-ڈی

"شہادۃ العالمیۃ معادلۃ دکتورا" من علماء الازہر

مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران وپاکستان

ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان - پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔

ڈائرکٹر تصنیف وتالیف: ــــــ 'میزان فاؤنڈیشن' ــــــ 'امام حسینؑ فاؤنڈیشن'

(خصوصیاتِ ترجمہ وشرح)

(۱) ــــ آسان ترین واضح اردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

(۲) ــــ بڑے بڑے جلی حروف میں نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

(۳) ــــ ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

(۴) ــــ احادیث رسولؐ وائمہؑ معصومین کے مکمّل حوالوں کے ساتھ۔

(۵) ــــ ترجمہ میں معنیٰ اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

(۶) ــــ ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

(۷) ــــ شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

(۸) ــــ شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

(۹) ــــ صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

(۱۰) ــــ تمام اہم جدید وقدیم، تمام مذاہب کے مفسّرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسّرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

www.drhasanrizvi.org

اشاریہ پارہ نمبر ۲۴ "فمن اظلم"

بقیہ سورہ زمر

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	سب سے بڑا ظالم' اور متقی کی تعریف ۔ اور متقی کا انجام ———	۱۶۸۷
۲	فلسفۂ توحید اور اس کے دلائل ۔ معرفتِ الٰہی ———	۱۶۸۸
۳	موت اور نیند کی حقیقت ۔ شفاعت کی حقیقت ———	۱۶۹۰،۱۶۹۱
۴	مشرک مزاج ۔ شرک کی سخت سزا اور نتائج ———	۱۶۹۲
۵	انسان کا ناشکرا پن اور اس کا طرزِ عمل اور بدترین انجام ———	۱۶۹۳
۶	گناہگاروں کو خدا سے مایوس نہ ہونے کی تلقین اور مژدۂ جانفزا اور گناہ کا علاج ———	۱۶۹۵
۷	اولیاء خدا کی اہمیت اور ان کا مذاق اڑانے والوں کا بدترین انجام ———	۱۶۹۶
۸	فلسفۂ توحید و معرفتِ خداوندی ۔ قیامت کے دن خدا کی شان اور انسان کی ناقدری ———	۱۶۹۸-۹۹
۹	قیامت کا نقشہ ۔ خدا کے نور کی چمک سے زمین کا چمک اٹھنا ۔ اور رسولوں کے انکار کا انجام ———	۱۷۰۰
۱۰	متقین کا بہترین انجام ———	۱۷۰۳

سورۂ مومن (ایک خاص مومن کا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	معرفتِ خداوندی ۔ دنیاوی کامیابی حق پر ہونے کا معیار نہیں ہوتی ———	۱۷۰۵-۱۷۰۶
۲	فرشتوں کا مومنین کے لئے دعا کرنا اور دوسروں کے لئے دعا کرنے کی تعلیم اور طریقہ ———	۱۷۰۷
۳	حق کے انکار پر خدا کا غصہ اور انکارِ حق کا برا انجام ———	۱۷۰۹
۴	خدا ہی رازق ہے اور اصلاح کے لئے طلبِ حق لازمی شرط ہے ———	۱۷۱۱
۵	نبوت کی حقیقت اور رسولوں کا بنیادی پیغام اور ان کو نہ ماننے والوں کا انجام اور مثال ———	۱۷۱۲
۶	حضرت موسیٰؑ کا حساب کے دن کو نہ ماننے والوں سے خدا کی پناہ مانگنا اور تقیہ کرنے والے مومن کا تعارف۔	۱۷۱۷
۷	فرعون کا تکبر اور تقیہ کرنے والے مومن کی عاقبت اندیشی کی تعریف ———	۱۷۱۹
۸	انکارِ حق کی اصل وجہ تکبر ہوتی ہے اور ایسے ظالم سے خدا کی توفیقات کا چھن جانا ———	۱۷۲۱
۹	دنیا کی حقیقت ۔ اور اس کی غرضِ تخلیق ———	۱۷۲۳
۱۰	معرفتِ خداوندی اور شرک کا برا انجام اور تقیہ کرنے والے کی تعریف ———	۱۷۲۴-۲۵

www.drhasanrizvi.org

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱	تکبّر کرنے اور تکبّر کرنے والوں کے پیچھے چلنے والوں کا بدترین انجام	۱۷۲۶
۱۲	تورات کی خوبیاں۔ بہترین دعا کی تعلیم	۱۷۲۸
۱۳	قیامت کا ثبوت۔ دعا کا حکم۔ رات اور دن کی تخلیق کی حکمت	۱۷۳۰-۳۱
۱۴	اللہ کی معرفت اور اس کے احسانات	۱۷۳۲-۱۷۳۵
۱۵	اللہ کی دلیلوں سے جھگڑنے اور شرک کرنے کا بدترین انجام	۱۷۳۶
۱۶	سواریوں کی تخلیق۔ بڑی بڑی طاقتور قوموں کے حق کے انکار پر اُن کا حشر	۱۷۳۹-۴۰

سورہ حٰمٓ سجدہ (حا۔میم سجدہ والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	قرآن کی خصوصیات اور پیغام، رسولؐ کی معرفت	۱۷۴۲-۴۳
۲	اثباتِ خداوندی۔ معرفتِ الٰہی۔ زمین و آسمان کی تخلیق اور خدا کی عظمت	۱۷۴۴
۳	قومِ عاد و ثمود کا تکبّر اور اس کا انجام۔ برائی اور حق دشمنی کا بُرا انجام	۱۷۴۷
۴	قرآن نہ سننے والوں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والوں کا بُرا انجام	۱۷۵۲
۵	قرآن پر ایمان لاکر جمے رہنے والوں کی تعریف	۱۷۵۴
۶	نیک عمل کرنے والوں اور خدا کی طرف بلانے والوں کی تعریف۔ بہترین کلام کیا ہے؟ برائی کو اچھائی سے دور کرنے کا حکم اور اس کا نتیجہ	۱۷۵۵
۷	خدا کی معرفت اور نشانیاں	۱۷۵۶-۵۷
۸	خدا کی آیتوں کے غلط معنی پہنانے کا انجام	۱۷۵۸-۵۹
۹	قرآن کو عربی میں کیوں اُتارا گیا اور انکارِ حق کرنے والوں کی مثال	۱۷۶۰-۶۱
۱۰	نیک اور بُرے عمل کرنے والے خود اپنا فائدہ یا نقصان کرتے ہیں	۱۷۶۱
۱۱	خدا کے عادل ہونے کا واضح بیان	۱۷۶۲

www.drhasanrizvi.org

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ
بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

تو اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا
جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور جب سچّائی اُس
کے سامنے آئے تو اُسے جھٹلائے[1]۔ کیا ایسے
مُنکرینِ حق کا ٹھکانا جہنّم میں نہیں ہے؟ ﴿۳۲﴾ لیکن
جو شخص سچّائی لے کر آئے اور اُس کی (اپنے
عمل سے) تصدیق بھی کرے[2] (یا) جو شخص سچّائی
لے کر آئے اور جنھوں نے اُس کو سچ مانا '
وہی 'متّقی' ہیں (یعنی) عذاب سے بچنے والے
ہیں ﴿۳۳﴾ اُن کے لئے اُن کے پالنے والے مالک
کے ہاں وہ (سب) کچھ ہے جو وہ چاہیں - یہ
صلہ ہے اچھّے کام کرنے والوں کا ﴿۳۴﴾ تاکہ جو
بہت بُرے کام اُنھوں نے کئے تھے ' اللہ اُن
کو تو معاف کر کے نظرانداز کر دے ' اور جو

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو امامت یا ولایت کے جھوٹے دعویدار ہیں - (۲) اور وہ بھی جو شریعت کو چھلکا بتا کر اس کی طرف سے بے پرواہی برتتے ہیں -

***

[2] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "جو سچ لے کر آئے وہ محمد مصطفیٰؐ ہیں - اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہ (اولین معنی میں) حضرت علیؑ ہیں" (تفسیر صافی صفحہ ۴۳۹ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)
صدق یا سچائی سے مراد وہ پیغام حق ہے جو محمدؐ مصطفیٰؐ لائے - یہاں مراد قرآن ہے (بقول مجاہد و قتادہ و ربیع و ابن زید و ابن عباس - ابن کثیر از معالم) -
نیز اس میں حضرت علیؑ کی ولایت بھی شامل ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۳۹ بحوالہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝٣٥
أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ
مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝٣٦
وَمَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللّٰهُ
بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝٣٧
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

اَچھے کام وہ کرتے رہے، اُن کے لحاظ اور
معیار سے اُن کو سب سے اَچھا اجر عطا فرمائے ۳۵
کیا اللہ اَپنے بَندے کے لئے کافی نہیں ہے؟
اور یہ لوگ آپؐ کو اُس (خدا) کے سِوا دوسروں
سے ڈراتے ہیں[1]۔ حالانکہ خدا جسے گمراہی میں
چھوڑ دے، اُسے کوئی راستہ دِکھانے والا نہیں
ہوتا ۳۶ اور جسے وہ راستہ دِکھا کر منزلِ مقصود
تک پہنچائے، اُسے پھر بھٹکانے والا کوئی نہیں
ہوتا۔ کیا اللہ سَب سے زیادہ طاقت والا
اور سخت بدلہ لینے والا نہیں ہے؟ ۳۷
اور اگر اُن سے پوچھئے کہ آسمانوں اور
زمین کو کِس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں
گے کہ اللہ نے۔ کہئے کہ جب حقیقت یہ ہے تو

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

تفسیرِ قمی) سچائی کو لانے والے انبیاءؑ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے مومنین ہیں (تفسیرِ کبیر) بعض نے کہا کہ سچائی کو لانے والے بھی رسولؑ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی رسولؑ ہیں۔ (تبیان و مجمع البیان)۔

***

[1] دوسروں سے ڈرانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ قریش رسول خداؐ کو اس طرح دھمکایا کرتے تھے کہ اگر آپ ہمارے بتوں کو عیب لگائیں گے تو لوگ آپ کو دیوانہ سمجھیں گے (تفسیرِ صافی صفحہ ۴۴۰)

***

www.drhasanrizvi.org

پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے، تو کیا تمہارے یہ دیوی دیوتا، جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پُکارتے ہو، مجھے اُس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچالیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحمت نازل کرنے کا اِرادہ فرمائے، تو کیا یہ دیوی دیوتا اُس کی رحمت کو روک سکیں گے؟ کہئے کہ اللہ میرے لئے بہت کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والوں کو اُسی پر بھروسہ کرنا چاہئے[1] ﴿۳۸﴾ کہئے اَے میری قوم والو! تم اَپنی جگہ کام کرتے رہو، میں اَپنا کام کرتا ہوں۔ عنقریب تمھیں معلوم ہو جائے گا ﴿۳۹﴾ کہ کِس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُس کو ذلیل کر کے رکھ دے، اور کِسے وہ سزا ملتی ہے

اللہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ہَلْ ہُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ہَلْ ہُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ؕ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَ یَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾

---

[1] بہت سے جاہل مذاہب ایک خالق کائنات کو تو مانتے ہیں مگر ساتھ میں دوسری طاقتوں کے دخل اور تصرف کے بھی معترف ہیں۔ مثلاً پانی پر فلاں دیوتا مقرر ہے اور دولت دینے والی فلانی دیوی ہے۔

ان سارے غلط عقیدوں کا واحد علاج خدائے واحد پر بھروسہ کر کے سب سے بے نیاز ہو جانا ہے جب کائنات کے مالک پر بھروسہ کر لیا تو اب جتنی اس کی ماتحت طاقتیں ہیں ان سے ڈرنے کا کیا سوال باقی رہا؟۔ بقول ڈاکٹر اقبال:-

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

***

www.drhasanrizvi.org

جو ہمیشہ برقرار رہنے والی ہے ﴿۴۰﴾ حقیقت یہ ہے
کہ ہم نے سب اِنسانوں کے لئے یہ کتاب
سچ اور حق کے ساتھ اُتار دی ہے۔ اَب جو
سیدھا راستہ اِختیار کرے گا' تو وہ اَپنے ہی لئے
کرے گا۔ اور جو گمراہی کا راستہ اِختیار کرے گا'
تو اُس کی گمراہی یا بھٹکنے کا نقصان اور وبال
خود اُسی پر ہو گا۔ آپؐ اُس کے ذمّہ دار' نگہبان
یا ٹھیکیدار نہیں ہیں ﴿۴۱﴾ ع

ع ۴

وہ اللہ ہے جو اُن کے مَرنے کے وقت اُن کی
جانوں' نفسوں کو پُورا پُورا قبض کر لیتا ہے[1]۔ اور
جنھیں ابھی مَوت نہیں آئی اُس کی رُوح نیند
میں (قبض کر لیتا ہے)' پھر جس پر مَوت کا فیصلہ
کر دیا گیا' اُسے روک لیتا ہے اور دُوسروں کی

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلْحَقِّ ۖ فَمَنِ
ٱهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ
عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿۴۱﴾ ع

ٱللَّهُ يَتَوَفَّى ٱلْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَٱلَّتِى لَمْ تَمُتْ
فِى مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ ٱلَّتِى قَضَىٰ عَلَيْهَا ٱلْمَوْتَ

---

[1] نفس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) نفس حیاتی (فزیکل لائف) دوسرے نفس شعوری (سائیکی لائف) نفس حیاتی تو موت کے وقت سلب ہوتا ہے اور اس کے جانے سے جان چلی جاتی ہے۔ دوسرا نفس ادراک یا حیات شعوری نیند کے وقت جدا ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد واپس آ جاتا ہے (معالم۔ مدارک)

حضرت علیؑ نے فرمایا: اصل روح تو نیند کے وقت ہی جسم سے نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے (جیسے آفتاب کا شعاعی تعلق کروڑوں میل دور ہونے کے باوجود بھی زمین سے قائم رہتا ہے)۔ اور سوتا ہوا انسان اس جزئی تعلق کی بناء پر خواب دیکھتا ہے۔ پھر جب جاگتا ہے تو چشم زدن سے بھی کم میں روح جسم میں واپس آ جاتی ہے۔ (مدارک)

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "ہر شخص کے سوتے وقت اس کا نفس آسمان کی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾
أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾
قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾

رُوحیں ایک مقرّرہ وقت تک کے لئے واپس بھیج دیتا ہے۔ اس میں واقعی بڑی نشانیاں، حقیقتیں اور دلیلیں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں ﴿۴۲﴾ کیا اُنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور سفارشی بنا لئے ہیں؟ آپؐ کہئے کہ کیا وہ سفارش کریں گے چاہے اُن کے پاس کسی چیز کا بھی کچھ اختیار نہ ہو؟ اور نہ وہ عقل ہی رکھتے ہوں؟ ﴿۴۳﴾ کہئے کہ سفارش پوری کی پوری اللہ کے قبضے میں ہے۔ (کیونکہ) آسمانوں اور زمین کی بادشاہت، سلطنت اور حکومت کا صرف وہی مالک ہے۔ پھر اُسی کی طرف تم پلٹ کے جانے والے بھی ہو[۱] ﴿۴۴﴾ جب اللہ کے ایک

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

طرف چڑھ جاتا ہے مگر اس کی روح بدن میں باقی رہتی ہے اور ان دونوں کے درمیان ایسا ایک تعلق باقی رہتا ہے جیسا کہ سورج اور اس کی شعاع میں ہوتا ہے۔ پھر اگر اللہ نے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے دیا تو روح نفس کی دعوت کو فوراً قبول کر لیتی ہے اور اگر اللہ نے نفس کو واپسی کی اجازت دے دی تو نفس روح کے بلانے کو مان لیتا ہے اور پلٹ آتا ہے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔ اب جو کچھ نفس آسمانوں میں عالم ملکوت میں دیکھتا ہے اس کی تاویل ہو سکتی ہے اور جو کچھ وہ زمین اور آسمان کے درمیان دیکھتا ہے وہ شیطانی خیالات ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی تاویل نہیں ہو سکی" (تفسیر عیاشی)

***

[۱] کیونکہ اللہ کے اوپر کوئی طاقت نہیں کہ اگر وہ سفارش کرے تو خدا کو اس کا حکم ماننا پڑے اس لئے اللہ کے ہاں سفارش کرنے والے صرف اور صرف وہی ہو سکتے ہیں جنہیں خود خدا سفارش کرنے کی اجازت عطا فرمائے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

ہونے کا ذِکر کیا جاتا ہے (یا) جب اللہ کا
وحدت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، تو آخرت
پر ایمان نہ رکھنے والوں کا دل دُکھنے اور
کڑُھنے لگتا ہے۔ اور جب خدا کے سِوا دوسرے
(جھُوٹے گھڑے ہوئے خداؤں) کا ذکر کیا جاتا
ہے تو وہ ایک دم سے خوش ہو جاتے ہیں[1] (۴۵)
کہیئے: "اَے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے
والے! دکھائی دینے اور نہ دکھائی دینے والی
چیزوں کے جاننے والے! تُو ہی اَپنے بندوں
کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں
وہ ایک دُوسرے سے اختلاف کرتے رہے ہیں[2] (۴۶)
اگر ان ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت
بھی ہو، بلکہ اتنی ہی اور بھی ہو، تو یہ قیامت

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ
إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾
قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾
وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

---

[1] یہاں تخاطب رسولؐ سے نہیں ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خطاب رسولؐ ہی سے ہے تو وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ مراد دوسرے لوگوں کو سنانا ہے (تبیان)

***

[2] خدا کا یہ فرمانا کہ "اللہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے" یعنی خدا کی تخلیق اور قدرت کاملہ میں خدا کا کوئی شریک نہیں "خدا ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے" یعنی خدا کے علم کامل میں خدا کا کوئی شریک نہیں۔ اور خدا کا یہ قول کہ "وہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا" مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے دن فیصلہ کرنے میں خدا کا کوئی شریک نہیں۔ توحید میں غلطی اور گمراہی ان ہی تین راستوں سے آتی ہے۔ آیت نے ان سب کو رد کر دیا (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ
وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا
بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾
فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا٘ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ

کے دِن اُس بُری سزا کی سختی سے بچنے کے لئے
سب کچھ فِدیئے میں دینے کو تیّار ہو جائیں
گے۔ اور وہاں اللہ کی طرف سے اُن کے سامنے وہ
کچھ ظاہر ہوگا جس کا اُنھوں نے کوئی اندازہ
یا وہم و گمان تک نہیں کیا تھا ﴿۴۷﴾ وہاں اُن
کی (بُرے کاموں کی بُری) کمائی اُن پر ظاہر
ہو جائے گی (یا) وہاں اُن کی کمائی کے سارے
بُرے نتائج اُن پر کُھل جائیں گے۔ اور وہی عذاب
اُن کو ہر طرف سے گھیر لے گا جس کا وہ مذاق
اُڑایا کرتے تھے[1] ﴿۴۸﴾

جب اِنسان پر کوئی ذرا سی بھی مُصیبت
آتی ہے تو وہ ہمیں پُکارتا ہے۔ پھر جب ہم
اُسے اَپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں

[1] یہ غفلت کے پردے بس اسی دنیا کی حد تک ہیں۔ آخرت تو حقائق کے بے پردہ ہو کر منکشف ہونے کا نام ہے۔ وہاں پر ہر چیز پوری پوری طرح سب کے سامنے منکشف ہو جائے گی۔

***

www.drhasanrizvi.org

تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھے صرف اپنے ایک خاص
ہنر، علم یا فن کی وجہ سے ملی ہے[1] نہیں،
بلکہ یہ ایک امتحان ہے۔ مگر اُن میں کے زیادہ تر
لوگ یہ بات نہیں جانتے ﴿۴۹﴾ یہی بات اُن سے
پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی کہہ چکے ہیں۔ مگر
جو کچھ وہ کیا کرتے تھے، وہ اُن کے کچھ کام نہ
آیا ﴿۵۰﴾ ہاں جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا، اُس کی
بُرائیاں اور نقصانات اُن تک ضرور پہنچے۔ اور
اُن لوگوں میں سے بھی جو ظالم گناہگار رہیں،
اُنھیں بھی اُن کی بُرائیاں پہنچ کر رہیں گی (یعنی)
وہ ظالم عنقریب اپنی بُری کمائی کے بُرے نتائج
بُھگت کر رہیں گے۔ یہ ہمیں بے بس کر دینے والے
نہیں ہیں ﴿۵۱﴾ کیا اُنھیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ جس

نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ
فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾
قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾
فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا
هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

---

[1] یہاں علم سے مراد ہنر، عمل یا حیلہ ہے۔ (تبیان) اس کے معنی یہ بھی لکھے گئے کہ یہ نعمت مجھے ملی ہے میں اس کا مستحق ہوں اور کیونکہ خدا مجھ سے راضی ہے اس لئے مجھے نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ (مجمع البیان) یہ عام بد سرشت آدمی کی فطرت کا بیان ہے کہ جہاں اس کو اطمینان حاصل ہوا، وہ اپنی ہر کامیابی کو اپنے علم و ہنر، کوشش اور حسن تدبیر کی طرف منسوب کرنے لگا اور توحید کے راستے سے ہٹ گیا۔ یاد رہے کہ مجازی واسطوں اور وسیلوں کا ذکر کرنا ممنوع نہیں۔ صرف اس صورت میں حرام ہے جب نظر فاعل حقیقی سے ہٹ جائے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

کے لئے چاہتا ہے روزی میں وسعت دے دیتا
ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر
دیتا ہے ؟ (البتہ یہ) حقیقت ہے کہ اِس میں اُن
لوگوں کے لئے جو اَبدی حقیقتوں کو دِل سے ماننے
کے لئے تیّار ہوں، خدا کی (قدرت و حکمتِ تکوینی
ع ۵ ۱۱ ۲ کی بڑی) نِشانیاں اور دلیلیں موجود ہیں ﴿۵۲﴾
آپؐ کہہ دیجئے کہ 'اَے میرے بندو[1] جنھوں
نے (گناہ کرکے) اَپنے اوپر زیادتی کی ہے' اللہ کی
رحمت سے نا اُمّید نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے
کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے (کیونکہ) حقیقتاً
وہ بڑا معاف کرنے والا، اپنی رحمت سے خوب
ڈھک لینے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا
ہے[2] ﴿۵۳﴾ (اس لیے اگر ایسی معافی چاہتے ہو تو) پلٹ

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ
ع وَیَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾
قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا
تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِیْعًا ۭ اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں خدا نے (عبادی) میرے بندے فرما کر تمہارا ذکر کیا ہے۔ خدا کی قسم اس آیت میں اس نے تمہارے (مراد دوستان محمدؐ و آل محمدؐ) کے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں فرمایا۔ (کافی)

***

[2] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "یہ آیت خاص طور پر اولاد فاطمہؑ کے شیعوں (دوستوں، محبت کرنے والوں) کے بارے میں نازل فرمائی ہے (معانی الاخبار و تفسیر قمی)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ملت ابراہیمی پر تمہارے سوا کوئی قائم نہیں۔ (المحاسن)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اس سے زیادہ امید دلانے والی اور وسعت والی کوئی آیت قرآن میں نہیں" (قرطبی و المحاسن)

رسول خداؐ نے فرمایا "دنیا اور آخرت میں اس آیت سے بڑھ کر مجھے کچھ محبوب نہیں" (تفسیر مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

آؤ اَپنے پالنے والے مالک کی طرف اور اُس[۲] کے سامنے سرِ اطاعت جُھکاؤ (یا) اُس کی اِطاعت کرنے والے بن جاؤ، اِس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور پھر تمھاری کوئی مدد بھی نہ ہو گی ۵۴ اور[۳] پیروی کرو اُس بہترین پیغام کی جو تمھاری طرف تمھارے پالنے والے مالک کی طرف سے اُتارا گیا ہے، اِس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں اس کا اِحساس یا اندازہ بھی نہ ہو ۵۵ یا پھر کوئی شخص کہے: "ہائے افسوس اُس کمی پر، جو میں نے "جنب اللہ" (یعنی) اللہ کے پہلو کے معاملہ میں کی[۱]۔ اور یہ کہ (ہائے افسوس کہ) میں تو مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا" ۵۶ یا (اَیسا نہ ہو کہ) پھر کوئی

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝۵۶

[۱] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے عدل کی خوبیاں تو بیان کیں مگر خود اس کی مخالفت کی۔ انہی کے بارے میں یہ آیت اتری ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۰ بحوالہ المحاسن)

امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جنب اللہ" یعنی "اللہ کا پہلو" سے (اولین) مراد حضرت علیؑ کی ذات ہے۔ اور اسی طرح ان کے بعد ان کے اوصیاء (ائمہ اہل بیتؑ) میں سے ہر ایک جو اس بلند مقام پر فائز ہو" (الکافی)۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا "جنب اللہ" سے ہم آئمہؑ مراد ہیں (الاکمال و تفسیر عیاشی)

"اللہ کا پہلو" سے مراد اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں شخص بادشاہ کے پہلو میں بیٹھتا ہے اس کا مطلب اس کا مقرب ہونا ہوتا ہے۔ خدا کے مقرب لوگ وہی ہیں جو خدا کی حجتیں ہیں یعنی انبیاءؑ اور ائمہ اہل بیتؑ۔ (احتجاج طبرسی)

***

www.drhasanrizvi.org

شخص کہے کہ: "اگر اللہ مجھے راستہ دِکھاتا تو
میں بُرائی سے بچنے والے 'متّقین' میں سے ہوتا" (۵۷)
یا عذاب دیکھنے پر کہے: "کاش میرے لئے (دُنیا
میں) واپسی کا ایک موقع مِل جائے تو میں بھی
نیک کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤں" (۵۸)
(اُس وقت اُس سے کہا جائے گا) ہاں کیوں
نہیں۔ میری آیتیں' باتیں اور دلیلیں تو تیرے
پاس آچکی تھیں۔ مگر تُو نے اُنھیں جُھٹلایا اور
تکبّر کیا اور تو حق کے منکروں میں سے تھا (۵۹)
اور قیامت کے دن تم اُن لوگوں کو دیکھو گے
کہ جنھوں نے اللہ پر جھُوٹ باندھا ہے' کہ اُن
کے مُنہ کالے ہوں گے۔ کیا جہنّم تکبّر کرنے والوں
کے رہنے کا ٹھکانا نہیں؟[1] (۶۰) (اس کے برعکس) اللہ

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (۵۷)
اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ
مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (۵۸)
بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ
مِنَ الْكٰفِرِیْنَ (۵۹)
وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ
مُّسْوَدَّةٌ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ (۶۰)

---

[1] عرفاء نے لکھا کہ عالم آخرت کشف حقائق کا مقام ہے تو عجب کیا کہ چہرہ پر قلب کا عکس نظر آنے لگے۔ منہ کالے ہونے کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "اس سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو لیکن دعویٰ کرے کہ وہ امام ہے" پوچھا گیا کہ اگرچہ وہ علوی فاطمی (سید) ہی کیوں نہ ہو؟ امامؑ نے فرمایا "بے شک اگرچہ وہ علوی فاطمی (سید) ہی ہو" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۱ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی والکافی)

***

www.drhasanrizvi.org

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۱
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۳ ع

اُن لوگوں کو جو اللہ کی عظمت سے متاثر ہو کر
بُرائیوں سے بچنے والے اور فرائضِ الٰہیہ کے ادا
کرنے والے "متّقین" تھے، اُنھیں کامیابی کے
ساتھ نجات دے گا (یا) اُنھیں اُن کے اَسباب
کامیابی کی وجہ سے نجات دے گا۔ نہ تو اُنھیں
کوئی نقصان ہی پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝۶۱
اللہ ہی ہر چیز کا پَیدا کرنے والا بھی
ہے اور ہر چیز کی خبر گیری کرنے والا نگہبان
بھی ہے (یعنی تمام چیزوں کا باقی رکھنے والا
حفاظت کرنے والا اور پالنے والا بھی ہے[1]) ۝۶۲
زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں اُسی
کے پاس ہیں[2]۔ اَب جو لوگ اِن باتوں کا اِنکار
کرتے ہیں، وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں ۝۶۳ ع

ع ۶ / ۱۱

[1] مشرکوں کی سمجھ میں اتنی موٹی بات نہیں آتی کہ جس طرح خدا اس کائنات کا اکیلا خالق ہے اسی طرح اکیلا بلا شرکت اس کا مدبر اور منتظم بھی ہے۔ مثلاً ہندو مذہب میں خالق اکبر تو "برہما" ہے۔ مگر اس کے علاوہ "وشنو" کائنات کا محافظ اور باقی رکھنے والا ہے اور "شیو" فنا اور ہلاک کرنے والا ہے۔ قرآن ایسے تمام عقیدوں کو باطل قرار دیتا ہے۔ (ماجدی)

***

[2] یعنی روزی اور رحمت کے دروازے خدا ہی کے ارادے اور حکم سے کھلتے ہیں (مجمع البیان)

***

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾
وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾
بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

اُن سے کہئے: ”پھر کیا اَے جاہلو! تم مجھ سے اللہ کے سِوا کِسی اور کی بندگی کرنے کے لئے کہتے ہو؟ ﴿۶۴﴾ جب کہ تمھاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاءؑ کی طرف یہی پیغام بطورِ وحی بھیجا جا چکا ہے کہ اگر تم نے شِرک کیا[۱] تو تمھارے سارے کے سارے کام برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے[۱] ﴿۶۵﴾ لہٰذا تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو اور شُکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ“[۱] ﴿۶۶﴾

اُنھوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنا چاہیئے (اُس کی شان تو یہ ہے کہ) قیامت کے دن[۱] پوُری کی پوُری زمین

[۱] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ”ایسے مواقع پر اگرچہ اللہ نے خطاب رسول خداؐ سے فرمایا ہے مگر یہ خطاب عربی محاورہ کے مطابق ہے کہ میرے کہنے کا مقصد تو تجھ کو سنانا ہے مگر اے پڑوسن تو سنتی رہ - اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے رسول خداؐ سے فرمایا ”بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ“ حالانکہ خدا خوب جانتا تھا کہ اس کا نبیؐ اسی کی عبادت کرتا ہے اور اسی کا شکر ادا کرتا ہے لیکن پھر بھی خدا نے اپنے نبیؐ کو اپنی عبادت کا حکم دیا تو یہ صرف آپؐ کی امت کو ادب سکھانے کے لئے تھا“- (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۱ بحوالہ تفسیر قمی و مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ ؕ
سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۷﴾
وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى
الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيۡهِ اُخۡرٰى فَاِذَا
هُمۡ قِيَامٌ يَّنۡظُرُوۡنَ ﴿۶۸﴾
وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ وَجِآىۡٓءَ

اُس کی مُٹّھی میں ہو گی[1] اور سارے[2] آسمان
اُس کے داہنے ہاتھ میں (ایک رومال کی طرح
لپٹے ہوئے ہوں گے (یعنی ظاہراً سب کی آنکھوں
کے سامنے زمین وآسمان سب پُوری پُوری طرح
اُس کے قبضۂ اختیار میں ہوں گے) اللہ پاک
اور بالاتر ہے اُس شرک سے جو یہ لوگ کیا
کرتے ہیں ﴿۶۷﴾ اور پھر صُور[3] پھونکا جائے گا اور
سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں، اور جو زمین
میں ہیں، مَر مَر کر گر جائیں گے، سوا اُن کے
جنھیں اللہ (زندہ رکھنا) چاہے[2]۔ پھر[4] ایک دُوسرا
صور پھونکا جائے گا اور ایک دَم سے سَب
کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے ﴿۶۸﴾ زمین[5] اپنے پالنے
والے مالک کے نور سے چمک اُٹھے گی[3]۔ (ہر[6] ایک

[1] عربی اور اردو دونوں میں کسی چیز کا مٹھی میں ہونے یا ہاتھ میں ہونے کا مطلب قبضہ قدرت اور ملکیت میں ہونا ہوتا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جسمانی طور پر مٹھی میں ہو۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ پورا شہر میرے ہاتھ میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پورے شہر پر میری حکومت ہے ایسا ہی یہاں سمجھنا چاہیئے۔ (تبیان)

***

[2] رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا کے اس قول سے کہ "سوا ان کے جنھیں اللہ زندہ رکھنا چاہے" سے مراد جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیل اور ملک الموت ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۱ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)۔

رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جن پر صور پھونکنے کا اثر نہ ہوگا؟ فرمایا "وہ شہداء ہوں گے جو اپنی تلواروں سمیت عرش خدا کو چاروں طرف سے گھیرے ہوں گے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۱ بحوالہ مجمع البیان)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے) اعمال کی کتاب لاکر رکھ دی جائے گی۔
انبیاءؑ[۷] اور تمام گواہ حاضر کر دئے جائیں گے۔
لوگوں[۸] کے درمیان بالکل ٹھیک حق کے
ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور[۹] اُن پر کوئی ظلم
یا زیادتی نہ ہوگی (۶۹) اور[۱۰] ہر ہر شخص کو جو کچھ
بھی اُس نے عمل کیا تھا، اُس کا پُورا پُورا
بدلہ دے دیا جائے گا۔ (کیونکہ) لوگ جو کچھ
بھی کرتے ہیں اللہ اُس کو خُوب اچھی طرح
سے جانتا ہے (۷۰) ع اَب جن[۱۱] لوگوں نے (اَبدی
حقیقتوں یا خدا و رسولؐ کا) اِنکار کیا تھا، وہ
گروہ در گروہ جہنّم کی طرف غول در غول
ہانکے جائیں گے۔ یہاں[۱۲] تک کہ جب وہ وہاں
پہنچیں گے تو جہنّم کے دروازے کھول دے

۷ ع ۴

بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع
وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ظاہر ہے کہ جب شہداء پر صور پھونکنے کا اثر نہ ہوگا تو انبیاء اوصیاء اور ائمہ اہل بیتؑ پر تو بدرجہ اولیٰ اس کا اثر نہ ہوگا کیونکہ وہ شہداء سے بدرجہا افضل ہیں۔ ان سے تو محبت کرنے والے شہید کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا "جو آل محمدؑ کی محبت پر مرا وہ شہید ہوا" (تفسیر کبیر امام رازی)

ساری بات ماضی کے صیغہ میں کہی گئی ہے۔ ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں قیامت کا ذکر ماضی کے صیغوں میں ہے۔ یہ انداز مستقبل کے واقعات کے یقینی ہونے کو بتانے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ غرض ایسے ماضی کے صیغوں سے مراد مستقبل ہی ہوتا ہے۔ (مجمع البیان، فصل الخطاب)

***

۳؎ یہ نور خدا کی کوئی خاص تجلی ہوگی جس کے ذریعہ خدا کا عدل ظاہر ہوگا۔ (قرطبی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ
حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧١﴾
قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٢﴾

جائیں گے، اور اُس کے محافظ یا مُنتظمین اُن سے کہیں گے: "کیا تمھارے پاس خود تم میں کے کچھ خدا کا پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے، جنھوں نے تمھارے پالنے والے مالک کی آیتیں تمھیں پڑھ پڑھ کر سُنائیں، اور تمھیں اِس بات سے ڈرایا کہ ایک وقت تمھیں یہ دِن دیکھنا ہوگا؟" وہ جواب دیں گے: "ہاں۔ آئے تھے مگر (ہم) حق کے مُنکروں پر (ہمارے اِنکار کی وجہ سے) عذاب کا فیصلہ سچ ہو کر رہا" (۷۱)
اُن[۱۳] سے کہا جائے گا: "داخل ہو جاؤ جہنّم کے دروازوں میں۔ یہاں اَب تمھیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ کتنا بُرا ٹھکانا ہے تکبّر کرنے والوں کے لئے" (۷۲)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

امام ترمذی نے کہا کہ ممکن ہے کہ خدا اس وقت کوئی خاص نور ظاہر کر کے زمین کو منور کر دے (مدارک) نور کی اضافت خدا کی طرف تخصیصی ہے جیسے بیت اللہ (مدارک) جس طرح ظلم کو ظلمت یعنی اندھیرے سے نسبت ہے اسی طرح عدل کو نور یعنی روشنی کہا جاتا ہے کیونکہ عدل کے ذریعہ زندگی کو حسن و خوبصورتی ملتی ہے اور لوگوں کے حقوق ظاہر ہوتے اور ملتے ہیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن کے ظلمات یعنی اندھیرے ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲)۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ زمین کا مربی زمین کا امام ہے (کیونکہ وہ اپنی زمین پر خدا کا نائب ہے) جب ہمارے قائمؑ (امام مہدیؑ) ظہور فرمائیں گے تو لوگوں کو سورج اور چاند کی روشنی کی ضرورت نہ ہو گی۔ اندھیرا جاتا رہے گا۔ امامؑ ہی کا نور کافی ہو گا۔ (تفسیر قمی، شیخ مفید)!

***

www.drhasanrizvi.org

اَب (۱۴) جو لوگ اَپنے پالنے والے مالک کی
ناراضگی سے ڈرتے اور بُرائیوں سے بَچنے والے
"متّقی" تھے، اُنھیں گروہ در گروہ جنّت کی طرف
لے جایا جائے گا۔ یہاں (۱۵) تک کہ جب وہ وہاں
آئیں گے؛ تو اُس کے دروازے (پہلے ہی
سے اُن کے لئے) کھولے جا چکے ہوں گے۔[۱]
تو (۱۶) اُس کے محافظ اور مُنتظمین اُن سے کہیں
گے: "سلام ہو تم پر۔ تم پاک صاف
رہے (یا) تم بہت اَچھّے رہے۔ داخل ہو
جاؤ اِس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے" (۷۳)
تو اِس پر وہ کہیں گے: "شُکر (۱۷) ہے اُس
خدا کا جس نے ہم سے اَپنا وعدہ سَچ کر
دکھایا اور ہمیں اِس زمین[۲] کا حق دار بنا دیا

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ
إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿۷۳﴾
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا

[۱] جنت کے دروازے اہل جنت کے احترام میں ان کے آنے سے پہلے ہی کھلے ہوں گے تاکہ انہیں ذرا سا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔

***

[۲] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اس آیت میں "الارض" یعنی زمین سے مراد جنت کی زمین ہے ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ بحوالہ تفسیر قمی)
زمین سے مراد سطح جنت ہے (کشاف)
یوں بھی ارض کا مفہوم عربی میں بہت وسیع ہے ۔ جس طرح سماء کے اندر ہر وہ چیز داخل ہے جو سر کے اوپر ہو، اسی طرح ارض کے اندر ہر وہ چیز داخل ہے جو پیروں کے نیچے ہو (راغب، اصفہانی)

***

www.drhasanrizvi.org

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

کہ اب ہم جنّت میں جہاں چاہیں ٹھہریں[۱]۔ تو کتنا اَچّھا صِلہ ہے عمل کرنے والوں کا" (۷۴)

(اُس[۱۸] وقت) تم دیکھوگے کہ فرشتے عرش کو چاروں طرف سے گھیرا کئے ہوئے ہیں، اَپنے پالنے والے مالک کی تسبیح کے ساتھ تعریف کر رہے ہیں۔ اور (کہہ رہے ہیں) لوگوں کے درمیان بالکل ٹھیک حق کے سَاتھ فیصلہ کر دیا گیا اور (آخر[۱۹] میں) پُکار دیا جَائے گا: "تمام تعریفیں اور شُکر اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہَانوں کا پالنے والا مالک ہے[۲]" (۷۵) ع

۸ ع ۵ ۵

---

[۱] جنت میں ہر شخص کے مرتبے کے لحاظ سے مقامات الگ ہوں گے لیکن سیر کی آزادی جنت بھر میں ہو گی۔ چونکہ وہاں رشک کا وجود ہی نہ ہوگا اس لئے کوئی شخص اپنے مقام سے غیر مطمئن نہ ہو گا۔ بلکہ دوسرے کی بلندی کو دیکھ کر اس کی خوشی میں اور اضافہ ہوگا۔

***

[۲] جنتی لوگ اللہ کی تعریف اور شکر اس لئے ادا کریں گے کہ ان کے ساتھ حق کے ساتھ بالکل ٹھیک فیصلہ کر دیا گیا اور یہ بات کہنے والے مومنین ہوں گے (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲)

***

www.drhasanrizvi.org

آیات ۸۵ سورهٔ مومن مکّی رکوعات ۹

(ایک خاص) مومن کا سورہ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

حا۔ میم[1] ① اِس کتاب کا اُتارا جانا اللہ کی طرف سے ہے، جو زبردست طاقت والا، عزّت والا اور سَب کچھ جاننے والا[2] ② گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا بھی ہے اور سخت سزا دینے والا بھی۔ بڑی بخشش اور عطا کرنے والا ہے۔ کوئی خدا اُس کے سِوا نہیں۔ اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے[3] ③

اللہ کی نشانیوں، آیتوں، باتوں اور

ایاتہا ۸۵ (۴۰) سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ①

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ②

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا حامیم سے مراد حمید و مجید ہے (یعنی وہ خدا جس کی بہت زیادہ حمد و تعریف کی جائے اور جو نہایت بزرگ اور واجب الاحترام ہے)۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ بحوالہ معانی الاخبار)

ابن عباسؓ نے اس کے تین معنی لکھے ہیں (۱) یہ اللہ کا اسم اعظم ہے (۲) یہ قسم کے معنی میں ہے (۳) یہ الرحمان کا مخفف ہے (روح)۔ (بقیہ صفحہ ۱۴۰۸ پر)

***

[2] خدا گناہوں کو اپنے ارادہ اور مشیت سے بخشنے والا ہے۔ کسی کفارہ کا محتاج نہیں اور جس کی چاہے توبہ قبول کر سکتا ہے۔ اس کے اختیارات محدود نہیں۔ اور حسب ضرورت و مصلحت شدید ترین سزا بھی دے سکتا ہے۔ اس لئے خدا ہی کی نافرمانی سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی اس کے پاس جانے سے انکار کر سکے یا اس کی حضوری سے بچ سکے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ

دلیلوں کے بارے میں بلا وجہ جھگڑا نہیں
کرتے سوا اُن لوگوں کے جنھوں نے کُفر کیا[1]
(یعنی) اَبدی حقیقتوں کا اِنکار یا کُفرِ نعمت کیا۔
تو تمھیں اُن (کافروں) کا شہروں شہروں
دَندناتے پھرنا کسی دھوکے میں نہ ڈال دے
(بالآخر اُن کو اَپنے کُفرِ نعمت اور اِنکارِ حق
کی سزا ضرور بُھگتنی ہے[2]) ﴿۴﴾ (مثلاً) اِن سے
پہلے نوحؑ کی قوم اور اُن کے بعد دُوسری
بہت سی جماعتیں بھی حقّ[1] کو جُھٹلا چکی ہیں۔
ہر قوم نے یہی[2] اِرادہ کیا کہ اَپنے پیغمبرؑ کو
گرفتار کرلے اور اُن سَب نے باطل کے
سہارے پر (حق سے) جھگڑا کیا تاکہ اِس
طرح حق کو دَبا کر نیچا دِکھا دیں۔ مگر آخرکار

[1] رسول خداؐ نے فرمایا "خدا کے دین میں خوامخواہ بحث و مباحثہ یا جھگڑے اور تکرار کرنے والوں پر ۷۰ انبیاء کی زبان سے لعنت کی گئی ہے جس نے خدا کی آیتوں پر جھگڑا کیا اس نے یقیناً کفر کیا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ بحوالہ الاکمال)

اس آیت میں لفظ جدال کو نکرہ لا کر یہ بتایا گیا ہے کہ اگر بحث و مباحثہ آیت کی گہرائیوں کو سمجھنے اور شکوک کو حل کرنے کے لئے اور حقائق و معارف کو اخذ کرنے کے لئے اور طعنوں کو رد کرنے کے لئے کیا جائے تو جائز ہے۔ (القرآن المبین)

***

[2] خدا کے اس قول سے کہ "ان کا مختلف شہروں میں دندناتے پھرنا تمھیں دھوکہ نہ دے" محققین نے نتیجہ نکالا کہ دنیوی حکومت قہر و غلبہ فارغ البالی کبھی حقانیت کی دلیل نہیں ہوتی (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ

میں نے اُن کو پکڑ لیا[1]۔ پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی! ۵ اِسی طرح تمھارے پالنے والے مالک کی بات اُن کے بارے میں پُوری اور سچ ہو کر رہی جنھوں نے حق کا اِنکار کیا، کہ وہ سب لوگ دوزخی ہیں ۶

وہ جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں[2] اور جو (فرشتے) اُس کے چاروں طرف حاضر رہتے ہیں، (وہ سب) اَپنے پالنے والے مالک کی تسبیح کرتے ہیں، حمد و تعریف کے ساتھ، اور اُس پر اِیمان بھی رکھتے ہیں، اور اِیمانداروں کے لئے بخشش اور معافی کی دُعا بھی کرتے رہتے ہیں[3] کہ "اے ہمارے

---

[1] ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قوم نوحؑ کے بعد اپنے رسولوںؑ کے خلاف تخریبی کارروائیاں کیں اور ان سے دشمنی رکھی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲)

***

[2] "جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوں گے" سے مراد رسول خداؐ اور ائمہ اہل بیتؑ ہیں ۔ کیونکہ یہی حاملان علم الٰہی ہیں ۔ اور "جو اس کے چاروں طرف حاضر رہتے ہیں" سے مراد فرشتے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

[3] محققین نے نتیجہ نکالا کہ مومنین کے حق میں دعائے خیر کرنا ملائکہ کا طریقہ کار ہے اور خدا کے قرب کا موجب ہے اور اس سے مومنین کا اونچا مقام ہوا کہ فرشتے بھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور یہ سبق بھی ملا کہ مومنین کو ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ (روح)۔

خدا کا فرشتوں کے لئے یہ کہنا کہ "وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں" سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کو بھی خدا کی رویت یا مشاہدہ نصیب نہیں۔ ان کا ایمان بھی تمامتر دلائل وشواہد پر مبنی ہے" (زمخشری و امام رازی)

***

www.drhasanrizvi.org

پالنے والے مالک ! تُونے اپنی رحمت اور
عِلم سے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ پس[1] اُنھیں
معاف کر دے جنھوں نے تجھ سے لَو لگا کر
توبہ کی (یا) تیری طرف رجوع کیا اور تیرے
راستے کی عملاً پیروی بھی کی (یعنی) جو تیرا
راستہ عملاً اختیار کر لیں، تو اُنھیں جہنّم کی
سزا سے بچا لے ۞ اے ہمارے پالنے والے
مالک ![2] اُنھیں ہمیشہ رہنے والے جنّت
کے گھنے سرسبز و شاداب باغوں میں داخل
فرما، جن کا تُونے (اُن سے) وعدہ کیا
ہے۔ اور[3] اُن کے باپ دادا، بیوی بچّوں
میں سے جو اِس لائق ہوں (اُن کو بھی
جنّت میں اُن کے ساتھ مِلا دے[1]) یقیناً تُو

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ
تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝٧
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ
وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

(صفحہ ۱۷۰۵ کا بقیہ)

سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ "ح" سے حکیم حمید۔ حیّ (زندہ) حلیم اور حنان مراد ہیں۔ اور میم سے ملک (بادشاہ)، مجید (بزرگ)، منان (احسان کرنے والا) مراد ہیں۔ (معالم)۔

***

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ آخرت میں کافر کو اس کے نسب سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا لیکن اہل ایمان کو ان کے بزرگوں کی نیکیاں فائدہ پہنچائیں گی (مدارک، جصاص ابن العربی)

***

www.drhasanrizvi.org

عِزّت اور زبردست طاقت والا قادرِ مُطلق بھی ہے اور دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی [1] ⑧ اور[2] اُنھیں (اُن کی) غلطیوں اور بُرائیوں سے بچالے (کیونکہ) جس کو تُو نے قیامت کے دِن (اُس کی) بُرائیوں اور غلطیوں سے بچا لیّا، اُس پر تُو نے بڑا رحم کیا۔ اور یہی سب سے بڑی عظیم الشان کامیابی ہے" ⑨ ع

ع ۹

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اَبدی حقیقتوں کا اِنکار کیا، اُن سے قیامت کے دِن پُکار پُکار کر کہا جائے گا کہ: "آج تمھیں جتنا غصّہ خود اپنے اُوپر آرہا ہے، اللہ تم

إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑧
وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَن تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ
فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ⑨
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ

---

[1] حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ مومن جب جنت میں جائے گا تو اپنے باپ بیٹے بھائی وغیرہ کے بارے میں پوچھے گا کہ وہ کہاں ہیں؟ اس کو بتلایا جائے گا کہ انہوں نے تمہارے جیسا بلند اور اچھا عمل نہیں کیا (اس لئے وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکے) مومن کہے گا کہ میں نے جو عمل کیا (وہ صرف اپنے ہی لئے تو نہیں کیا تھا) اپنے لئے بھی کیا تھا اور ان کے لئے بھی کیا تھا۔ اس پر حکم ہوگا کہ ان کو بھی جنت میں داخل کر دو۔ (ابن کثیر)۔ اس لئے چاہیئے کہ ہم جب اچھا عمل کریں تو خدا سے دعا کر لیا کریں کہ اس میں ہمارے ماں باپ بھائی بہن اور اولادوں کو بھی شامل ثواب فرما۔

***

[2] سیئات یعنی برائیوں سے مراد برائیوں کی سزا ہے (قرطبی۔ بحر)

***

www.drhasanrizvi.org

پر اُس سے بھی کہیں زیادہ اُس وقت غضب ناک ہوتا تھا جب تمھیں اَبدی حقیقتوں پر ایمان لانے کی طرف بُلایا جاتا تھا، اور تم اِنکار (پر اِنکار) کیا کرتے تھے"[1] (۱۰) وہ کہیں گے: "اَے ہمارے پالنے والے مالک! آپ نے ہمیں دُو دفعہ مَوت دی اور دُو دفعہ زندہ کیا۔ تو ہم اَپنے گناہوں کا اِقرار کرتے ہیں۔ اَب کیا (یہاں سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے"[2] (۱۱) (جواب دیا جائے گا کہ) یہ (تمھاری سزا) اِس لئے ہے کہ جب تمھیں اکیلے اللّٰہ کی طرف اُس کی یکتائی کے اِظہار کے ساتھ بُلایا جاتا تھا، تو تم اُسے ماننے سے اِنکار کر دیتے تھے اور اگر خدا کے ساتھ دُوسرے خداؤں کو

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ
فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾
قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ
فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ
سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾
ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ

---

[1] جب تمھیں ایمان لانے کی طرف بلایا جاتا تھا" اس آیت میں ایمان سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت پر ایمان لانا بھی ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)

یاد رہے کہ رسول خداؐ نے جنگ خندق کے موقع پر جب حضرت علیؑ دشمن کے سب سے بہادر آدمی عمرو ابن عبدود کے مقابلہ پر تشریف لے گئے تھے تو فرمایا تھا کہ "کُل ایمان کُل کفر کے مقابلے پر جا رہا ہے" گویا رسول خداؐ کی نگاہ میں علیؑ کُل ایمان یا مجسم ایمان تھے (متفق علیہ)۔

یہ ان کی اپنے آپ سے ناراضگی آخرت میں ہے، وہ بھی اس وقت جب انہوں نے اپنی بداعمالیوں کی سزا اپنی آنکھوں سے دیکھ لی (تبیان)۔

***

[2] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "ان لوگوں کا یہ قول زمانہ رجعت میں ہوگا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ تفسیر قمی) یعنی پہلے قبر میں زندہ ہوں گے اور پھر زمانہ رجعت میں زندہ ہوں گے اور یہ بات کہیں گے (القرآن المبین)

***

www.drhasanrizvi.org

وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ⑫

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ⑬

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ

ملایا جاتا تھا، تو تم (اُسے فوراً) مان لیتے
تھے ۔ اَب (تمھارا) فیصلہ اُسی اللہ کے ہاتھ
میں ہے جو بلند بھی ہے اور بزرگ و برتر
بھی ⑫

وہی (خدا) ہے جو تمھیں اَپنی نِشانیاں
دِکھاتا ہے ۔ اور تمھارے لئے آسمان سے
روزی بھی اُتارتا ہے[1] ۔ مگر (اِن نِشانیوں
اور دلیلوں سے) سبق صِرف وہی شخص لیتا
ہے جو اللہ سے لَو لگا کر اُس کی طرف
رجوع کرنے والا ہو ⑬ پس اللہ ہی کو پُکارو
اَپنے دین یا طریقۂ زندگی کو اُس کے لئے
خالص کر کے (یا) تو پُکارو اللہ کو اُس
کی خالص بندگی یا عاجزانہ اِطاعت کرتے

[1] "آسمانوں سے روزی اتارتا ہے" یعنی بارش جس سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں ۔ (تبیان ۔ مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۚ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

ہوتے، چاہے اِس بات کو کافر لوگ ناپسند ہی کیوں نہ کریں ﴿۱۴﴾

وہ اُونچے درجوں والا، عرش کا مالک[1] (خدا) اَپنے بَندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اَپنے حُکم سے خاص رُوح کو اُتار دیتا ہے۔ تاکہ وہ (لوگوں کو ہم سے اُن کی مُلاقات کے دِن سے ڈرائے[2] ﴿۱۵﴾ جس[1] دن وہ (اپنی قبروں سے) باہر نِکلیں گے۔ اللہ[2] سے اُن کی کوئی بات چھُپی ہوئی نہ ہوگی۔ (اُن[3] سے پُوچھا جائے گا کہ) "آج بادشاہی یا سلطنت کِس کی ہے؟" (سَب جواب دیں گے) "ایک اکیلے غالب، زبردست اللہ کی" ﴿۱۶﴾ (پھر آواز دی جائے گی) آج[4]

---

[1] - رفیع الدرجات " کے معنی اونچے درجوں والا - مگر خدا لامحدود ذات ہے جہاں درجوں کا تصور ہی نہیں ہو سکتا - اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بڑے اونچے درجات عطا فرماتا ہے (معالم - بحر - تبیان) یا اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ درجوں کا بلند کرنے والا ہے (شاہ ولی اللہ) یہ مطلب بھی ہے کہ اس کے اوصافِ کمال انتہائی بلند و برتر ہیں (مجمع البیان)

رسول خداؑ نے فرمایا " الروح " سے مراد روح القدس ہے - یہی وہ روح اعظم ہے جو رسول خداؑ اور ائمہ طاہرینؑ کے ساتھ مخصوص ہے - (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[2] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؑ نے فرمایا " خدا نے قیامت کو " ملاقات کا دن " اس لئے فرمایا کہ اس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے ایک دوسرے سے آمنے سامنے ملیں گے - (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ معانی الاخبار) -

***

www.drhasanrizvi.org

اَلۡيَوۡمَ تُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ‌ؕ لَا ظُلۡمَ الۡيَوۡمَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۷﴾

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَـنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾

ہر شخص کو اُس کی کمائی یا کاموں کا بدلہ دے دیا جائے گا جو اُس نے کیا تھا۔ آج (۵) کوئی ظلم نہ ہوگا۔ حقیقتًا خدا حساب لینے میں بہت تیز ہے“ ﴿۱۷﴾ (اِس لئے) اُنھیں قیامت کے دِن سے ڈرائیے جو قریب آ لگا ہے۔ جب (غصّہ سے بھرے ہوئے) دِل کھنچ کھنچ کر گلوں میں آگئے ہوں گے، جبکہ وہ چُپ چاپ غُصّہ کے گھونٹ پئے ہوئے ہوں گے۔ پھر ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا، جس کی بات مانی جائے [۱] ﴿۱۸﴾ اللہ نِگاہوں کی مجرمانہ حرکت، خیانت یا چوری تک کو جانتا ہے اور وہ اُن باتوں کو بھی جانتا ہے

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ کوئی ذات خدا سے بلند نہیں کہ بطور حکم سفارش کرے۔ صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جن کو خدا اجازت دے گا اور جو خدا کی مرضی کے مطابق شفاعت کریں گے (مجمع البیان)

اس آیت کے بارے میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جب مومن کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اسے رنج پہنچتا ہے۔ پھر وہ اس پر شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کے لئے شرمندہ ہونا ہی کافی ہے"

رسول خداؐ نے فرمایا "جس شخص کو نیکی خوشی پہنچائے اور گناہ کرنا برا لگے وہ مومن ہے تو جو گناہ پر شرمندہ نہیں ہے وہ مومن نہیں ہے اس لئے اس کی شفاعت بھی نہ ہوگی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ التوحید)

قیامت کیونکہ برابر قریب ہی آتی چلی جارہی ہے اس لئے اس کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ دن جو قریب آلگا ہے (راغب۔ ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

جو سینوں میں چھپی ہوں[1] (۱۹) (اس لئے) اللہ
حق کے ساتھ بالکل ٹھیک فیصلہ کرے
گا۔ رہے وہ (مُشرکین) جو اللہ کو چھوڑ کر
(دُوسرے خداؤں کو) پُکارتے ہیں، جب کہ
وہ (جھوٹے خدا) کسی چیز کا فیصلہ نہیں
کر سکتے۔ (کیونکہ) حقیقت یہ ہے کہ (صرف)
اللہ ہی سَب کچھ سُننے والا اور دیکھنے
والا ہے (۲۰) ع
کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں
کہ اُنھیں اُن لوگوں کا انجام دکھائی دیتا جو
اُن سے پہلے تھے؟ وہ اُن سے کہیں زیادہ
طاقتور بھی تھے اور وہ اُن سے زیادہ زبردست
(تاریخی) نشانات و اثرات بھی زمین میں

ع ۱۱/۲

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ
الْبَصِيْرُ (۲۰) ع

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ

---

[1] آنکھوں کی خیانت کے بارے میں کسی نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا امامؑ نے فرمایا کہ "کیا تو نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ایک چیز کی طرف دیکھتا ہو مگر ایسا بن جائے کہ گویا اس کو نہیں دیکھ رہا۔ یہی نظروں کی خیانت ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ بحوالہ معانی الاخبار)

غرض نظروں کی خیانت سے مراد نگاہوں کی وہ پوشیدہ مجرمانہ جنبش جس میں کسی کو یہ دھڑکا ہو کہ کوئی دوسرا اسے دیکھ لے (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

چھوڑ گئے ہیں۔ مگر اللہ نے اُن کے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ پھر اُنھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا (۲۱) یہ اِس لئے ہوا کہ اُن کے پاس اُن کے پیغمبرؑ کھلی ہوئی حق کی علامتیں، واضح روشن نشانیاں اور دلیلیں، اور معقول ہدایات لے کر آئے، مگر اُنھوں نے ماننے سے اِنکار کر دیا۔ تو اللہ نے اُنھیں پکڑ لیا۔ حقیقتاً وہ بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے[1] (۲۲)

(مثلاً) ہم نے موسیٰؑ کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف اپنی باتوں، دلیلوں، نشانیوں، معجزوں اور کھلی ہوئی دلیل اور سند کے ساتھ بھیجا (۲۳) مگر اُنھوں نے کہا: "یہ تو

قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۲۱)
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۲۲)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۲۳)

[1] محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) خدا عادلِ مطلق ہے۔ اس لئے کہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ خدا نے ان کو سزا میں اس لئے پکڑا کہ انہوں نے انبیاءؑ اور حق کی کھلی ہوئی علامتوں اور واضح دلیلوں کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ (۲) اگر موجودہ قوموں میں بھی یہی صفات پیدا ہو جائیں گی تو وہ بھی خدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گی اس لئے کہ خدا کا قانون سب کے لئے یکساں ہوتا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

***

www.drhasanrizvi.org

جادوگر ہے، وہ بھی بڑا جھوٹا" (۲۴) پھر جب
وہ (پیغمبرؑ) ہماری طرف سے حق کو اُن کے
سامنے لے آئے، تو اُنھوں نے کہا: "اچھا تو
اب جو لوگ اِس کے ساتھ (اَبدی حقیقتوں
پر) اِیمان لائے ہیں، اُن کے بیٹوں کو تو
قتل کر ڈالو اور اُن کی بیٹیوں کو زندہ
چھوڑ دو"۔ مگر مُنکرینِ حق یا کافروں کی
چال بالکل بےکار رہی (یا) غرض کافروں
کی منصوبہ بندی گمراہی کے سِوا کچھ نہیں
ہوتی (۲۵) فرعون نے تو (یہاں تک) کہہ دیا
"چھوڑ دو مجھے، میں موسیٰؑ کو قتل کیے دیتا
ہوں۔ اب پُکارے یہ اپنے پالنے والے
مالک کو[1]۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ تمھارے دین و

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ
كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا
اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ
مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ فرعون کو حضرت موسیٰؑ کے قتل کرنے سے کون سی چیز روکتی تھی؟ امامؑ نے فرمایا "حضرت موسیٰؑ کی قوت اور دوسرے یہ بات کہ انبیاءؑ اور اولادِ انبیاءؑ کو ولد الزنا کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا"۔ (علل الشرائع)۔

***

www.drhasanrizvi.org

مذہب یا طریقۂ زندگی ہی کو بدل ڈالے گا، یا مُلک میں فساد برپا کردے گا" (۲۶) موسیٰؑ نے کہا: "میں اپنے اور تمھارے پالنے والے مالک سے پناہ مانگتا ہوں ہر اُس متکبّر شخص کے مُقابلے میں جو حِساب کے دِن کو نہیں مانتا"[1] (۲۷) اِس پر آلِ فرعون میں سے ایک مومن شخص جو اَپنے اِیمان کو چھُپائے ہوئے تھا[2] بول اُٹھا: "کیا تم ایک شخص کو (صرف) اِس بات پر قتل کر ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے کہ 'میرا پالنے والا مالک اللہ ہے' جبکہ وہ شخص تمھارے پاس تمھارے پالنے والے مالک کی طرف سے واضح اور کھُلی ہوئی دلیلیں

۳ ع ۷ ۸

إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ (۲۶)
وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ (۲۷) ع
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ شر سے بچنے کے لیے اگر عمومی اور کلی رنگ میں پناہ کی دعا کی جائے تو بہتر ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ نے صرف فرعون کے شر سے پناہ نہیں مانگی بلکہ ہر شر سے پناہ مانگی (ماجدی)

***

[2] خدا کا یہ فرمانا کہ "وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا" بطور تعریف و مدح ہے۔ اسی ایمان کے چھپانے کو تقیہ کہتے ہیں، بشرطیکہ وہ جان کے خوف سے ہو۔ خدا کا فرمانا کہ "فرعون کے خاندان سے ایک مومن مرد نے کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا" اس آیت کے بارے میں امام رضاؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "وہ مرد مومن فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ بحوالہ عیون اخبار الرضا)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ وہ فرعون کے خزانوں کا مالک تھا اور اس نے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾
يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؗ
فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ

اور معجزے بھی لے کر آیا ہے۔ پھر بھی اگر وہ جھوٹا ہے، تو اُس کے جھوٹ سے خود اُسی کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن اگر وہ سچّا ہوا، تو جس عذاب (کے ہولناک نتائج) سے وہ تم کو ڈراتا ہے اُس میں سے کچھ حصّہ تو ضرور تم پر آ کر رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کسی ایسے شخص کو ہدایت دے کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا جو حد سے بڑھ جانے والا بھی ہو اور بڑا جھوٹا بھی ﴿۲۸﴾ اے میری قوم والو! آج تمھیں حکومت حاصل ہے اور زمین میں تم غالب بھی ہو، لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آگیا، تو پھر کون ہے جو ہماری مدد کرے گا؟[سہ]"

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

چھ سو سال اپنا ایمان چھپائے رکھا تھا۔ (اسی کو تقیہ کہتے ہیں) (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ بحوالہ تفسیر قمی)۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "تقیہ کرنا (یعنی جان اور عزت کے خطرے کے وقت اپنا ایمان چھپائے رکھنا) میرا دین ہے اور میرے آباواجداد کا دین ہے۔ اور جو تقیہ کا منکر ہے اس کا کوئی دین نہیں۔ تقیہ زمین میں اللہ کی ڈھال ہے۔ اس لئے اگر مومن آل فرعون نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا ہوتا تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا" (تفسیر مجمع البیان)

***

سہ امام رازی نے اپنا ذاتی تجربہ لکھا کہ جب کبھی مجھے کسی شریر نے خواہ مخواہ نقصان پہنچایا اور میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی، بلکہ معاملہ خدا پر چھوڑ دیا تو اللہ نے کچھ لوگ ایسے از خود لا کھڑے کئے جو پوری طرح اس کے شر کو دفع کرنے پر لگ گئے۔ (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

فرعون نے کہا: "میں تو تمھیں بس وہی رائے دے رہا ہوں جو میں (ٹھیک) سمجھتا ہوں۔ اور میں تمھیں صِرف وہی راستہ بتاتا ہوں جو بالکل ٹھیک اور بھلا ہوتا ہے[1]" (۲۹)

اِس پر وہ شخص جو (دل میں) اِیمان لایا تھا بولا: "اَے میری قوم والو! میں تمھارے لئے اُس دِن سے ڈرتا ہوں جو اِس سے پہلے بہت سے گروہوں پر آچُکا ہے (۳۰) جیسا دِن قومِ نوحؑ، قومِ عاد و ثمود اور اُن کے بعد والی قوموں پر آیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ اَپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (۳۱) اَے میری قوم والو! میں تمھارے لئے اُس پُکارنے کے

فِرۡعَوۡنُ مَاۤ اُرِیۡکُمۡ اِلَّا مَاۤ اَرٰی وَمَاۤ اَهۡدِیۡکُمۡ اِلَّا سَبِیۡلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ مِّثۡلَ یَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿۳۰﴾

مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿۳۱﴾

[1] فرعون کے جواب میں نمایاں کمزوری نظر آرہی ہے۔ وہ اس مومن کے عقلی استدلال کا جواب نہ دے سکا۔ فرعون نے صرف اپنی انا کو نمایاں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تو اس کو ٹھیک سمجھتا ہوں جو میں کر رہا ہوں۔

اب جو فرعون نے یہ کہا کہ "میں تو سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہوں" تو اس کا جواب قرآن نے دوسری جگہ یوں دیا کہ "فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہیں کی" (فصل الخطاب)۔

***

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾
يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾
وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ
فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ
لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

دن سے ڈرتا ہوں جب ایک دُوسرے کو روتے اور فریاد کرتے ہوئے پُکارتا ہو گا[1] ﴿۳۲﴾ جس دن تم پیٹھ پھرائے بھاگے بھاگے پھرو گے۔ اللہ سے تمھارا بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ غرض جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے، اُسے ہدایت کرکے صحیح راستہ پر لگانے والا کوئی نہیں ہوتا ﴿۳۳﴾

اور یقیناً اِس سے پہلے یوسفؑ تمھارے پاس کھُلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے تھے[2]۔ مگر تم اُن کی لائی ہوئی تعلیم پر شک ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے اُٹھ گئے۔ تو تم نے کہا کہ "اَب اُن کے بعد اللہ کوئی رسولؑ نہ بھیجے گا۔" اِسی طرح اللہ

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "اس پکارنے کے دن سے مراد وہ دن ہے جس دن جہنم والے جنتیوں کو پکار پکار کر کہیں گے "تھوڑا سا پانی اور جو رزق اللہ نے تمھیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہم پر بھی ڈال دو" غرض یہ وہ دن ہے جس دن ہر ایک دوسرے کو آواز دے گا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ و معانی الاخبار)

قیامت کے دن کو چیخ پکار کا دن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن بڑی چیخ و پکار پڑے گی (ابن جریر)

***

[2] حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت یوسفؑ نبی تھے؟ امامؑ نے فرمایا (وہ نبی تھے) کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ فرماتا ہے کہ "یقیناً اس سے پہلے یوسفؑ تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے تھے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿۳۴﴾

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ

ہر اُس شخص کو گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے جو حد سے آگے بڑھنے والا بھی ہو اور شکی بھی ﴿۳۴﴾

غرض جو لوگ بھی اللہ کی آیتوں، باتوں، دلیلوں، نشانیوں اور ہدایتوں میں جھگڑے کرتے ہیں[1]، بغیر اِس کے کہ اُن کے پاس کوئی دلیل یا سَند آئی ہو، تو یہ اللہ اور ایمانداروں کی نگاہ میں بہت ہی زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔ اِسی طرح اللہ ہر تکبر کرنے والے، سرکش، جابر، ظالم کے دِل پر مُہر لگا دیا کرتا ہے[2]" ﴿۳۵﴾

اِسس پر فرعون نے کہا: "اَے ہامان! ذرا میرے لئے ایک اُونچا محل یا بلند

[1] محققین نے خدا کے اس قول سے کہ "جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی سند یا دلیل کے جھگڑے نکالتے رہتے ہیں" نتیجہ نکالا کہ بغیر معقول دلیل کے بحث مباحثہ کرنا قابل مذمت ہے۔ لیکن بحث، حجت اور معقول دلیلوں سے کرنا مستحسن ہے (تفسیر کبیر)

***

[2] آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ خدا مہر لگا دیا کرتا ہے تو سیاق کلام سے معلوم ہوگا کہ یہ مہر لگانا اس لئے ہوا کہ انہوں نے خدا کی دلیلوں اور احکامات کو اپنے تکبر کی وجہ سے قبول نہ کیا۔ خوامخواہ کا جھگڑا کیا۔ ظلم اور جبر پر اتر آئے ناحق خون بہایا۔ اس لئے خدا نے ان پر مہر لگا دی یعنی اپنی توفیقات سلب کر کے ان کو ان کی گمراہی میں چھوڑ دیا۔ یہ خدا کی طرف سے ان کے تکبر کی سزا تھی (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ﴿٣٦﴾
أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي
لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ
عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ
إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ ع
وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ
الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾

عمارت تو بناؤ۔ جس سے ممکن ہے کہ میں
آسمانوں کے راستوں تک پہنچ سکوں ﴿۳۶﴾ اور
موسیٰؑ کے خدا کو جھانک کر دیکھ لوں[1]۔ حالانکہ
میں تو اس (موسیٰؑ) کو یقینی طور پر بالکل
جھوٹا سمجھتا ہوں۔" اس طرح فرعون کی
نگاہ میں اُس کے بُرے کام خوب صورت
بنا دئے گئے اور وہ سیدھے راستے سے روک
دیا گیا۔ غرض فرعون کی ساری مکّاری اور
چال بازی صرف اُسی کی اپنی تباہی اور
ع ۴ ۱۰ ۹ بربادی میں خرچ ہوئی ﴿۳۷﴾ ع
(پھر وہی تقیہ کر کے) ایمان لانے والا
بولا: "اے میری قوم والو! میری بات مانو۔
میں تمھیں سیدھے راستے کی طرف لے

---

[1] فرعون کے اس قول کی بازگشت ہم نے کچھ عرصے پہلے روس کے وزیراعظم خروشیف کے اس اعلان میں سنی کہ اس نے کہا کہ ہمارے ہوا بازوں نے خلا میں جا کر خوب خوب تلاش کیا مگر خدا کہیں نہیں ملا۔

***

www.drhasanrizvi.org

جاؤں گا (۳۸) اے قوم! یہ[1] دُنیا کی زندگی تو
بس چند دن کا معمولی وقتی فائدہ ہے[1]۔
اور[2] یہ حقیقت ہے کہ آخرت ہی ہمیشہ رہنے
کی جگہ ہے (۳۹) جو[3] کوئی بُرائی کرے گا اُسے
بس اُتنی ہی سزا ملے گی جتنی اُس نے بُرائی
کی ہوگی۔ اور[4] جو کوئی اچّھا نیک کام کرے
گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ
ابدی حقیقتوں یا خدا و رسولؐ کا دل سے
ماننے والا مومن ہو، تو وہی لوگ جنّت
کے گھنے اور سرسبز و شاداب باغ میں داخل
ہوں گے، جہاں اُن کو بے حد و بے حساب
رزق دیا جائے گا[2] (۴۰)
اے میری قوم والو! آخر یہ کیا بات

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ
الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (۳۹)
مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ
حِسَابٍ (۴۰)

---

[1] متاع (یعنی معمولی وقتی فائدہ) پر تنوین اظہار تحقیر کے لئے ہے۔ اول تو "متاع" خود عارضی اور جلد فنا ہونے والے نفع کو کہتے ہیں پھر اس پر دو پیش یہ بتانے کے لئے ہیں کہ یہ نفع بھی بہت ہی معمولی ہے (معالم)

***

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اہل جنت کے اجر پر کوئی حد مقرر نہیں۔ لیکن بدی کی سزا بدی کے مطابق حدود کے اندر ملے گی۔ بدکار کو صرف اس کے جرم کے مطابق سزا ملے گی۔

***

ہے کہ میں تو تم کو نجات کی طرف بُلاتا
ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بُلاتے ہو (۴۱)
تم مجھے اِس بات کی طرف بُلاتے ہو کہ میں
اللہ کا اِنکار کر دُوں اور اُس کے ساتھ
اُس کو شریک کروں جس کا مجھے کوئی عِلم
(عقلی، علمی ثبوت) ہی نہیں[1]۔ حالانکہ میں
تمھیں بلاتا ہوں اُس عزّت والے، زبردست
طاقت والے (خدا) کی طرف جو بڑا معاف
کرنے والا اور اپنی رحمتوں سے ڈھانپ
لینے والا ہے[2] (۴۲) حقیقت یہ ہے کہ جس کی طرف
تم مجھے بُلاتے ہو، اُس کی طرف بُلانا نہ تو
دُنیا ہی میں کارآمد اور مُفید ہے، اور نہ
آخرت میں۔ (کیونکہ وہ بالکل بے اختیار ہے)

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ
اِلَى النَّارِ (۴۱)
تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ
لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ
الْغَفَّارِ (۴۲)
لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي

---

[1] آیات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مومن پہلے تو ایمان چھپاتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے تقیہ کرنا چھوڑ دیا اور اعلان حق فرما دیا۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ تقیہ کرنے کا بھی ایک محل ہوتا ہے اور اس کے ترک کرنے کا بھی ایک موقع ہوتا ہے۔ اگر داعیان حق ہمیشہ تقیہ فرماتے تو پیام حق ہم تک کیسے پہنچتا؟ اسی لئے امام حسینؑ نے تقیہ نہیں فرمایا کہ اعلان حق کے لئے یہی ضروری تھا اور حضرت ابو طالب نے تقیہ فرمایا کہ وہ اس وقت کی ضرورت تھی (فصل الخطاب)۔

***

[2] خدا غالب ایسا ہے کہ اگر وہ گرفت کرے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور بخشنے والا ایسا کہ اگر بخشنا چاہے تو کوئی روک نہ سکے۔

***

www.drhasanrizvi.org

الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللّٰهِ وَأَنَّ
الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾
فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى
اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾
فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ
سُوءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

جبکہ حقیقتاً ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹنا بھی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو حد سے بڑھنے اور زیادتی کرنے والے لوگ ہیں، وہی آگ میں جانے والے ہیں ﴿۴۳﴾ تو جلد ہی تم میری اِن باتوں کو یاد کروگے۔ اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں (کیونکہ) حقیقتاً اللہ اَپنے بَندوں کو خوب دیکھنے بھالنے والا نگہبان ہے" ﴿۴۴﴾

تو اللہ نے اُس (تقیہ کرنے والے) مومن کو اُن کی بُری چالوں اور منصوبوں سے بچا لیا جو اُنھوں نے اس کے خلاف بنائے تھے[1]۔ اور آلِ فرعون کو بدترین سزا میں گھیر لیا ﴿۴۵﴾ اَب صُبح و شام آگ اُن کے

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ خرقیل جو اپنا ایمان چھپاتے تھے ان کے خلاف دشمنوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ وہ فرعون کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرعون نے ان لوگوں کو اور خرقیل کو ایک ہی وقت میں اپنے سامنے جمع کیا اور پھر خرقیل سے سوال کیا کہ تم فرعون کے رب ہونے کے منکر ہو؟ خرقیل نے کہا فرعون ان لوگوں سے پوچھ کہ ان کا رب کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا "یہی فرعون" پھر خرقیل نے ان سے پوچھا تمہارا خالق کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا "یہی فرعون" پھر خرقیل نے پوچھا تمہارا رازق کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا "یہی فرعون" اس پر خرقیل نے کہا کہ "میں تم سب کو جو یہاں حاضر ہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ "جو ان کا رب ہے وہی میرا رب ہے۔ جو ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا رازق ہے" خرقیل یہ سب کہہ رہے تھے مگر ان کی مراد رب العالمین تھا۔ کیونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جس کو یہ رب کہتے ہیں وہی میرا رب ہے۔ غرض یہ مطلب فرعون پر مخفی رہا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ بحوالہ احتجاج طبرسی)

***

www.drhasanrizvi.org

سامنے لائی جاتی ہے[1] اور جب قیامت برپا ہوگی (تو حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو ﴿۴۶﴾ اور پھر یہ لوگ جہنّم میں آپس میں ایک دوسرے سے بحث کر رہے ہوں گے۔ کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ: "ہم تو تمھارے پیچھے پیچھے چلنے والے تھے۔ تو کیا اب تم ہمیں آگ کی سزا کے کچھ حِصّے سے بچاؤ گے؟" ﴿۴۷﴾ تو وہ بڑے بننے والے گھمنڈی[2] جواب دیں گے: "ہم سب کے سب اِسی (جہنّم) میں تو ہیں، اور اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ سُنا چُکا ہے" ﴿۴۸﴾ اِس پر جہنّم میں پڑے ہوئے لوگ جہنّم کے

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ
تَقُومُ السَّاعَةُ ۚ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ
الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾
وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ
عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ
حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾

---

[1] فرعونیوں کو عالم برزخ میں آگ کے سامنے لایا جاتا ہے (تبیان)۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ عوام کو چاہیئے کہ لیڈروں کے جوش دلانے پر جوش میں نہ آجایا کریں۔ دوسروں کی آنکھوں سے دیکھنے کے بجائے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور صحیح اور غلط بات کو سمجھنے کی کوشش کریں (فصل الخطاب)۔

محققین نے لکھا کہ "یہ آیت عذاب قبر اور عذاب برزخ کی واضح دلیل ہے۔ (جصاص۔ قرطبی۔ مدارک۔ بیضاوی۔ تفسیر کبیر۔ ابن کثیر) اور صبح و شام سے مراد صبح و شام بھی ہے اور ہمیشگی کے معنی بھی ہو سکتے ہیں (قرطبی)

***

[2] حضرت علیؑ نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ استکبار (تکبر) کیا چیز ہے؟ پھر فرمایا۔۔ "جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہو اس کی اطاعت کو چھوڑ دینا۔ جس کی پیروی کا حکم دیا جائے اس کے مقابلے پر بڑائی چاہنا۔ اور قرآن مجید بہت سے ایسے لوگوں کی خبر دیتا ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۵ بحوالہ مصباح)

***

www.drhasanrizvi.org

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

منتظمین سے کہیں گے: "ذرا اَپنے پالنے والے مالک سے دُعا کرو کہ ہماری سزا میں صرف ایک دن کی پچھ کمی ہی کردے" ﴿۴۹﴾ اِس پر جہنّم کے منتظمین نے کہا: "کیا تمھارے پاس تمھارے پیغمبر[۲] کھُلی ہوئی دلیلیں لے کر نہیں آتے رہے تھے؟" اُنھوں نے کہا: "کیوں نہیں" اِس پر جہنّم کے منتظمین نے کہا: "پھر خود ہی دعا مانگو[۱]۔ اور (تم جیسے) حق کے مُنکر کافروں کی دُعا کھو کر اکارت جانے والی ہوتی ہے[۱]" ﴿۵۰﴾ ع

٥ ع١٤ ١٠

یقین جانو کہ ہم اَپنے رسولوں[ع] اور اِیمان لانے والوں کی مدد کریں گے[۳]" اِس دُنیا کی زندگی میں بھی اور اُس دن بھی

۱؎ فرشتے دعا سے اس لئے انکار کریں گے کہ ایمان سے محروم لوگوں کے لئے دعا کی اجازت نہیں (بیضاوی) وہ بھی دنیا میں قیامت کے دن تو کافروں کے لئے دعا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (روح)

° دوزخ کے فرشتے کہیں گے کہ سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہم تو عذاب پر مقرر ہیں۔ سفارش کام ہے رسولوں کا اور تم رسولوں ہی کے خلاف تھے (موضح القرآن)

***

۲؎ مطلب یہ ہے کہ کیونکہ تم نے پیغمبروں کی تکذیب کی تھی اس لئے اب تم اس لائق نہ رہے کہ تمہاری شفاعت کی جائے کیونکہ کافروں کی شفاعت نہیں ہوتی۔ (جلالین)

***

۳؎ علامہ طبرسیؒ نے اس آیت کا مطلب لکھا "ہم رسولوںؑ اور ان کے ماننے والوں

(بقیہ ۱۷۳۲ پر)

وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ
وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾
هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ

جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے[1] ﴿۵۱﴾
جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت کچھ
فائدہ نہ پہنچائے گی۔ اور اُن کے لئے لعنت
(ہی لعنت) ہو گی۔ (یعنی) خدا کی حقیقی نعمتوں
اور رحمتوں سے دُوری اور محرومی۔ اور اُن
کے لئے (جہنّم کا) بدترین ٹھکانا ہوگا ﴿۵۲﴾ (مثلاً)
بلاشُبہ ہم نے موسیٰؑ کو سیدھا راستہ دکھایا
اور ہم نے بنی اِسرائیل کو (اُس) کتاب
(توراۃ) کا ورثہ دار بنایا ﴿۵۳﴾ جو عقل و دانش
رکھنے والوں کے لئے سامانِ ہدایت و نصیحت
تھی ﴿۵۴﴾ لہٰذا صبر سے کام لیجئے۔ یقیناً اللہ کا
وعدہ بالکل سچّا ہے۔ اور اَپنے اوپر لگائے
ہوئے جھوٹے اِلزامات کو ڈھانپ کر چھپالیئے

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "کیا تم نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاءؑ کی دنیا میں مدد نہ کی گئی اور وہ قتل کر دیئے گئے اور ان کے بعد ائمہ اطہارؑ بھی قتل کر دیئے گئے تو ان کی مدد رجعت میں (یعنی امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے کے بعد) ہو گی" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۵ بحوالہ تفسیر قمی)

شیخ طوسی نے لکھا "نصرت یعنی دشمن کے مقابلے میں مدد کرنا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دلائل کے ذریعہ (۲) اور جنگ میں غالب ہونے کی صورت میں۔ اب جو مدد خدا چاہے دے۔ جہاں اس کی مصلحت جانے اور اس کی حکمت کا تقاضہ ہو۔ (تبیان)

گواہوں سے مراد نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے گواہی دیں گے کہ انبیاءؑ نے تو تبلیغ کی مگر کافروں نے اس کی تکذیب کی۔ (ابن کثیر۔ بیضاوی۔ قرطبی)

***

www.drhasanrizvi.org

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۵۵﴾
إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ
أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۵۶﴾

جانے کی دعا کیجئے (یا) اَپنے (اِحساسِ) کوتاہی کو رحمت سے ڈھانپ لینے کی دعا کیجئے۔ اور شام وسحر اَپنے پالنے والے مالک کی پاکی بیان کرتے رہئے (یا) تسبیح (مُراد) نماز پڑھتے، اُس کی حمد و تعریف کے ساتھ[1] ﴿۵۵﴾

حقیقتاً جو لوگ بغیر کسی سَند، حُجّت یا ثبوت کے جو اُن کے پاس آیا ہو، آپؐ سے اللہ کی آیتوں، باتوں، نشانیوں اور دلیلوں کے بارے میں بحث وتکرار کرتے ہوئے جھگڑتے ہیں، اُن کے دلوں میں تکبّر کے سِوا کچھ نہیں۔ مگر وہ اُس بڑائی کو پہنچنے والے نہیں ہیں (جس کا وہ گھمنڈ رکھتے ہیں) تو اللہ سے پناہ طلب کیجئے (کہ وہ اَیسے تکبّر سے محفوظ رکھے)

[1] حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ "ایسے تمام مواقع پر اگرچہ اللہ نے بظاہر خطاب رسول خداؐ سے فرمایا ہے مگر یہ خطاب عربی محاورے کے مطابق ہے کہ "میرے کہنے کا مقصد تو تجھ کو سنانا ہے مگر اے پڑوسن تو سنتی رہ" - اس کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً خدا نے اپنے نبیؐ سے فرمایا۔ "بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ" حالانکہ خدا خوب جانتا تھا کہ اس کا نبیؐ اسی کی عبادت کرتا ہے اور اسی کا شکر ادا کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی خدا نے اپنے نبیؐ کو اپنی عبادت کا حکم دیا۔ تو یہ حکم صرف آپؐ کی امت کو ادب سکھانے کے لئے تھا - (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ بحوالہ تفسیر قمی)

رسولؐ کے استغفار کے بارے میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ گناہ ہو کہ نہ ہو -- مغفرتِ گناہ کی دعا عبودیت کا ایک تقاضہ ہے - عاجزی کی انتہا ہے - جس کی تعلیم پیغمبرؐ کو دی جا رہی ہے - اس سے ان کی عصمت پر کوئی ضرب نہیں پڑتی - یہ تعلیم حضورؐ کو اس لئے دی گئی کہ دوسرے اس کی پیروی کریں - اس سے یہ ثابت نہیں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

یقیناً وہ سب کچھ سُننے والا بھی ہے اور دیکھنے والا بھی ﴿۵۶﴾

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنا، آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے سے زیادہ بڑی چیز ہے۔ لیکن زیادہ تر لوگ جانتے نہیں ﴿۵۷﴾ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اندھا اور آنکھوں والا ایک جیسا ہو جائے۔ اور اِیماندار اور اچھّے کام کرنے والے لوگ بدکاروں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو (یا) تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو ﴿۵۸﴾ یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ نہیں مانتے ﴿۵۹﴾

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ہو تا کہ حضورؑ نے کوئی گناہ (معاذاللہ) کیا ہے۔ (جلالین)۔

عربی میں ذنب اور اثم میں فرق ہے۔ اثم کے معنی گناہ اور ذنب کے معنی کوتاہی اور مراد کوتاہی کا صرف احساس بھی ہو سکتا ہے (تفسیر کبیر)۔

محققین نے لکھا کہ خدا نے اس آیت میں نماز کے اوقات کا ذکر صرف دو لفظوں میں فرمایا (۱) شام اور (۲) سحر۔ "العشی" یعنی بعد زوال اور ابکار کے معنی صبح۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان پورے وقت میں کوئی ایسا وقت نہیں جو نماز کا نہ ہو۔ اسی لئے فقہ جعفری کے مطابق زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز ظہر و عصر کا وقت ہے اور مغرب سے آدھی رات تک مغرب و عشاء کا وقت ہے۔ (جلالین)۔

***

www.drhasanrizvi.org

تمھارے پالنے والے مالک نے کہا: "مجھے
پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ یقین
جانو کہ جو لوگ تکبّر میں آکر میری عبادت
یا بندگی سے منہ موڑتے ہیں، وہ ضرور ذلیل و
خوار ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے"[1] ﴿۶۰﴾ ع
اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لئے رات
بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔
اور دن کو روشن دکھانے والا بنایا۔ حقیقتاً
اللہ انسانوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا
ہے۔ مگر زیادہ تر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۶۱﴾
یہ ہے تمھارا پالنے والا مالک، جو ہر چیز کا
پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا
نہیں۔ پھر تم کدھر بھٹکائے جا رہے ہو؟[2] ﴿۶۲﴾ اِسی

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ
مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اس آیت سے مراد دعا مانگنا ہے اور افضل عبادت دعا ہے۔ اللہ کے نزدیک اس بات سے افضل کوئی چیز نہیں کہ اس سے سوال کیا جائے۔ اور جو کچھ خدا کے پاس ہے اس کو طلب کیا جائے۔ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بدتر کوئی چیز نہیں جو اس کی عبادت سے تکبر کرے اور اس سے اس چیز کا سوال نہ کرے جو اس کے پاس ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۵ بحوالہ کافی)

امام زین العابدینؑ نے اس آیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "تمھاری دعا کو عبادت کا نام دیا گیا ہے اور اس کے ترک کرنے کو تکبر۔ نیز اس کے ترک کرنے پر جہنم میں ذلیل و خوار کر کے داخل کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے"۔ (صحیفہ سجادیہ)

امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ دو شخص مسجد میں داخل ہوئے۔ ایک نے نمازیں بہت پڑھیں اور دوسرے نے دعا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

طرح وہ سب لوگ بھی بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ کی باتوں، آیتوں اور دلیلوں کا اِنکار کرتے تھے ﴿۶۳﴾

اللہ ہی وہ ہے جس نے تمھارے لئے زمین کو جائے قرار (یا) رہنے کی جگہ بنایا۔ اور اُوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔ (یعنی تمھیں کُھلی فضا میں غیر محفوظ نہیں چھوڑ دیا کہ عالمِ بالا کی ٹوٹے سیّاروں کی بارش یا شعاعیں تمھیں تباہ و برباد کر دیں۔ بلکہ زمین کے اُوپر ایک مضبوط آسمانی نظام کی عمارت جو گنبد جَیسی نظر آتی ہے، بنا دی جو آسمانی آفتوں، سیّاروں کے ٹکڑوں اور خطرناک شعاعوں سے تمھاری حفاظت کرتی ہے) جس نے تمھاری

كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

بہت مانگی۔ ان میں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا "جس نے دعا زیادہ مانگی" پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا "دعا بہترین عبادت ہے" (مجمع البیان)۔

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ "خدا کو اس سے زیادہ کوئی بات پسند نہیں کہ اس سے سوال کیا جائے اور اس کی نعمت کو طلب کیا جائے۔ اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا جو اس کی عبادت (مراد دعا) کے مقابلے پر گھمنڈ کرے اور اس سے اس کی نعمت کا سوال نہ کرے (مجمع البیان)

***

[۲] خدائے واحد کی پہلی صفت تو یہاں یہ بتائی گئی کہ (۱) وہ ساری مخلوق کا پالنے والا مالک ہے۔ (۲) دوسری صفت یہ کہ وہی ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے (۳) تیسرے یہ کہ معبود ہونے کی صفت میں کوئی بھی کسی طرح اس کا شریک نہیں۔ (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

صُورت بنائی تو بہت ہی اَچھّی اور خوبصورت بنائی ہے[۱] اور تمھیں طرح طرح کی پاک صاف غذائیں عطا کیں۔ وہی اللہ (جس نے یہ سب کام کئے ہیں) تمھارا پالنے والا مالک ہے۔ جو بے حساب برکتوں والا بھی ہے اور تمام جہانوں کا پالنے والا مالک بھی ۶۴ وہی زندہ ہے۔ اُس کے سِوا کوئی خدا نہیں۔ تم اُسی کو پُکارو اَپنے دین یا طریقۂ زندگی کو اُس کے لئے خالص کرکے۔ (اِس لئے کہ) ساری کی ساری تعریف اور شُکر اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے[۲] ۶۵ کہئے کہ مجھے تو اُن کی بندگی یا پُوجا پاٹ سے منع کر دیا گیا ہے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ

بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۴

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

---

[۱] چھت یا عمارت یا احاطہ جو چیز بھی بنائی جائے اس کو "بناء" کہتے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۴۹)۔

حسن صورت یہ ہے کہ خدا نے تمھیں موزوں قدوقامت والا، کھلے چہرے والا، مناسب اعضاء والا بنایا تاکہ تم صنعت کاری کرسکو اور کمالات بھی حاصل کرسکو۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶)۔

عرفاء نے یہ رمز سمجھا کہ انسان جمال و کمالِ خداوندی کا آئینہ ہے۔

***

[۲] آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی خدا کی ذات و صفات میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶)۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی لاالہ الااللہ کہے تو اسے چاہیئے کہ الحمد اللہ رب العالمین بھی کہے۔ پھر امامؑ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

کر پُکارتے ہو۔ جبکہ میرے پاس میرے پالنے
والے مالک کی طرف سے کھُلی ہوئی واضح
دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
میں تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کے
سامنے سرِ تسلیم و اِطاعت جُھکا دُوں (یعنی)
تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کی بارگاہ
میں اِسلام اِختیار کروں (۶۶) وہی تو ہے جس
نے تم کو مٹّی سے پَیدا کیا۔ پھر ٹپکے ہوئے
قطرے سے۔ پھر جمے ہوئے خون سے۔ پھر
تمھیں بچّے کی شکل میں باہر لاتا ہے۔ پھر تمھیں
بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پُوری طاقت کو پہنچ
جاؤ۔ پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بُڑھاپے کو
پہنچو۔ اور تم میں سے پہلے ہی کوئی پُورا پُورا

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ
اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۶۶)
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ
ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ

(صفحہ ۱۷۲۷ کا بقیہ)

کی سات طریقوں سے مدد کریں گے۔
(۱) دلائل کے ذریعہ
(۲) کبھی جنگ میں غالب کر کے۔ جب خدا کی حکمت کا یہی تقاضا ہو۔
(۳) کبھی اپنی خاص مہربانیوں کے ذریعہ۔
(۴) دل کو مضبوط بنا کر۔
(۵) کبھی دشمنوں کے ظلم وجور سے بچا کر۔
(۶) کبھی دشمنوں کو کسی نہ کسی طرح ہلاک کر کے۔
(۷) کبھی انتقام لے کر۔ البتہ رسولؐ اور مومنین دلائل کے ذریعہ ہمیشہ غالب رہیں گے۔ (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
هُوَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۱۲

اُٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اِس لئے کیا جاتا ہے تاکہ تم اَپنے مقرّرہ وقت کو پہنچو، اور اِس لئے بھی کہ تم عقل سے کام لے کر حقیقت کو سمجھو (کہ ہماری مَوت اور زندگی کِسی قادرِ مُطلق کے ہاتھ میں ہے۔ اِس لئے وہی بندگی کے لائق اور عبادت کا مُستحق ہے۔ کوئی اور ہماری قسمت کے بنانے بگاڑنے پر قادر نہیں۔ اِس لئے ہمیں ہر معاملے میں خدا ہی کا حُکم ماننا چاہیئے) [1] ﴿۶۷﴾ وہی زندگی دینے والا بھی ہے اور وہی مَوت دینے والا بھی۔ وہ جب کِسی بات کا فیصلہ کر دیتا ہے تو بس اُس سے کہتا ہے "ہو جا" اور وہ فوراً ہو جاتی ہے ﴿۶۸﴾ ع

ع ۸ ۱۲

[1] شاہ عبدالقادر نے لکھا "یعنی کتنے احوال تم پر گذرے گا۔ ایک حال اور بھی گزرے۔ اور وہ ہے مر کر جینا۔ (موضح القرآن)۔

علامہ طبرسی نے آیت کا مطلب لکھا "پہلے تم عقل سے کام لے کر سمجھو کہ اللہ نے طرح طرح کی کتنی نعمتیں تم کو عطا فرمائی ہیں۔ پھر اللہ تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم اس کی خالص عبادت یعنی عاجزانہ اطاعت کرو (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝۶۹
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۰
اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱
فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝۷۲

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی باتوں، دلیلوں، نشانیوں اور آیتوں کے بارے میں بے جا جھگڑے کرتے ہیں؟ آخر وہ کہاں سے پھرائے جا رہے ہیں؟ (۶۹) جن لوگوں نے کتابِ (خدا) کو اور اُس پیغام کو جھٹلایا جس کے ساتھ ہم نے پیغمبروںؑ کو بھی بھیجا، تو انھیں (اِس کا بُرا انجام) بہت جلد معلوم ہو جائے گا (۷۰) جب طوق اُن کی گردنوں میں ہوں گے اور وہ زنجیریں کھینچتے جاتے ہوں گے، (۷۱) وہ بھی کھَولتے ہوئے گرم پانی میں۔ پھر وہ جہنّم کی آگ میں جھونک دئے جائیں گے[1] (۷۲) پھر اُن سے کہا جائے گا:
"کہاں ہیں وہ اللہ کے سوا دوسرے خدا جنھیں

[1] قرآن میں جہنمیوں کی مختلف سزائیں اور غذائیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے جیسا کہ مغربی مفکرین کا خیال ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جہنم کے بہت سے طبقات ہوں گے۔ جیسے لوگ ہوں گے ویسی ہی سزائیں بھی ہوں گی۔ ان میں ایک طبقہ حمیم یعنی کھولتے ہوئے گرم پانی والا بھی ہو سکتا ہے۔ ان کو جہنم میں داخل ہونے سے پہلے کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے گا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ "اہل جہنم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ کبھی کھینچ کر حمیم یعنی کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈال دیے جائیں گے اور کبھی جحیم یعنی آگ کے بھڑکتے شعلوں میں ڈال دیے جائیں گے۔ (خدا ہمارے گناہ معاف فرمائے) (ابن کثیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿۷۳﴾
مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ
نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ
الْكٰفِرِينَ ﴿۷۴﴾
ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿۷۵﴾
اُدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ

تم اللہ کو چھوڑ کر خدا کا شریک مانتے تھے؟" ﴿۷۳﴾
وہ جواب دیں گے: "وہ تو ہم سے غائب ہو
گئے۔ بلکہ ہم تو اِس سے پہلے کِسی چیز کو (خدا
کہہ کر) پُکارتے ہی نہ تھے۔ (یعنی اَب ہم پر یہ
بات کُھل گئی کہ ہم جنھیں دُنیا میں خدا سمجھ
کر پُکارتے تھے، وہ کچھ بھی نہ تھے) اِس طرح
اللہ حق کے مُنکروں کو اُن کی گمراہی کا نتیجہ
دکھا دے گا[1] ﴿۷۴﴾ (پھر اُن سے کہا جائے گا) تمھارا
یہ انجام اِس لئے ہوا کہ تم دُنیا میں ناحق خوش
ہوتے تھے (یا) غیرِ حق کو مان کر خوش اور مگن
رہتے تھے[2]، اور پھر اِس پر اِتراتے پھرتے تھے ﴿۷۵﴾
اَب جہنّم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔
تمھیں اَب ہمیشہ ہمیشہ اِسی میں رہنا ہے۔

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "اللہ نے ان کا نام کافرین بھی رکھا اور مشرکین بھی۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی کتاب کو جھٹلایا۔ حالانکہ خدا نے اپنے رسولؐ کے ہاتھ یہ کتاب بھیجی تھی۔ اور انہوں نے تاویل کتاب کو بھی جھٹلایا جس کو بھی خدا نے اپنے رسولؐ کے ساتھ بھیجا تھا۔ پس وہ مشرک بھی ہیں اور کافر بھی"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

[2] آیت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خوش ہونا مطلقاً حرام ہے۔ مذمت صرف اس احمقانہ خوشی کی ہو رہی ہے جو آخرت اور خدا کو بھلا دینے کا نتیجہ ہو یا اہل ایمان کے مذاق اڑانے سے حاصل کی گئی ہو۔ طبعی مسرتیں یا وہ خوشیاں جو اللہ کی نعمتوں پر یا اللہ کے احسانات کو یاد کر کے حاصل کی جائیں وہ بجائے خود عبادت ہیں (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۷۶﴾
فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۷۷﴾
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا
عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ
لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَإِذَا

تو کتنا بُرا ٹھکانا ہے تکبّر کرنے والوں کا" ﴿۷۶﴾
تو آپؐ صبر و برداشت سے کام لیں۔ یقیناً
اللہ کا وعدہ بالکل سچّا ہے۔ تو اَب چاہے
اُن کے اُس بُرے انجام کا کچھ حِصّہ جس سے
ہم انھیں ڈراتے رہے ہیں، آپؐ کو دکھلادیں
یا اِس سے پہلے ہی آپؐ کو دُنیا سے اُٹھالیں
بہرحال اُن کو ہماری ہی طرف پلٹنا ہے[1] ﴿۷۷﴾
ہم آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسولؑ
بھیج چُکے ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر تو ہم
نے آپؐ سے کیا ہے۔ اور اُن میں سے کچھ وہ
بھی ہیں جن کا ذکر ہم نے آپؐ سے نہیں کیا[2]۔
اور کسی رسولؑ کو یہ اختیار نہیں تھا کہ اللہ
کی اِجازت کے بغیر کوئی نشانی یا معجزہ[3] پیش

---

[1] مطلب یہ ہے کہ آخرت کا عذاب تو کہیں گیا ہی نہیں۔ بالفرض اگر اس دنیا میں عذاب نہ آیا تو ان کو وہاں کے دائمی عذاب میں تو گرفتار ہونا ہی ہے۔ (مجمع البیان)۔

***

[2] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۳۶ بحوالہ الخصال)۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ "اللہ نے ایک نبی ملک سوڈان میں بھیجا تھا مگر اس کا قصہ ہم سے بیان نہیں کیا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۳۶ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

***

[3] محققین نے نتیجہ نکالا کہ "معجزات کا اظہار پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ یہ تمام تر تصرف خداوندی کا نتیجہ ہے۔ جب کسی معجزے کے اظہار کی حکمت ہوتی ہے تو وہ کسی نبیؑ کے ذریعے ظاہر کر دیا جاتا ہے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

کر دے ۔ تو جب اللہ کی طرف سے حُکم آگیا
تو حق اور سچّائی کے ساتھ (بالکل ٹھیک ٹھیک)
فیصلہ کر دیا گیا ۔ اُس وقت وہ غلط کار جو
باطل پر ہیں، نقصان میں پڑ گئے ؏ ۷۸ ۸ ع ۱۰ ۱۴
اللہ ہی وہ ہے جس نے تمھارے لئے
مویشی جانور بنائے تاکہ اُن میں سے کسی پر
تم سوار ہو، اور کِسی سے تم کھاؤ ۷۹ غرض
تمھارے لئے اُن میں بہت سے فائدے ہیں۔
(مثلاً یہ کہ) اُن کا ایک مقصد یہ بھی ہے
کہ جہاں بھی جانے کا تمھارے دلوں میں
ارادہ ہو، تم اُن پر وہاں تک پہنچ سکو[1]۔
غرض اُن پر بھی، اور کشتیوں پر بھی، تم
سوار کئے جاتے ہو ۸۰ اِس طرح اللہ تمھیں

جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالۡحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ
الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۷۸ ؏ ۱۴
اَللّٰهُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَنۡعَامَ لِتَرۡكَبُوۡا مِنۡهَا وَ
مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۷۹
وَ لَكُمۡ فِیۡهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبۡلُغُوۡا عَلَیۡهَا حَاجَةً فِیۡ
صُدُوۡرِكُمۡ وَ عَلَیۡهَا وَ عَلَی الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ۸۰

---

[1] چاہے سامان لاد کر جہاں چاہو لے جاؤ (جلالین) ۔ اور اگر خود جانا چاہو تو سوار ہو کر وہاں پہنچ سکتے ہو (تبیان) ۔

مقصد یہ ہے کہ حیوانات تمہاری خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔ یہ کس درجہ بڑی حماقت ہو گی تم الٹا انہیں کو اپنا مخدوم یا معبود یا خدا ماننے لگو ۔ حیوان پرستی شرک کا ایک بہت بڑا مظہر بن کر دنیا میں ہمیشہ رہا ہے ۔ ہندوستان کے علاوہ بابل اور مصر میں بھی اس کا رواج تھا۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً
وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾
فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا

اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے۔ آخر تم اُس کی کِن کِن نشانیوں کا اِنکار کروگے؟ ﴿٨١﴾

تو کیا وہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں، تاکہ اُن لوگوں کا انجام دیکھیں جو اُن سے پہلے تھے۔ جو تعداد میں بھی اُن سے زیادہ تھے اور طاقت میں بھی۔ اور دُنیا میں وہ اُن سے کہیں زیادہ شاندار آثار بھی چھوڑ گئے ہیں۔ تو اُنھیں (اُس مال دولت نے) جو وہ کماتے رہے تھے، کوئی فائدہ نہ پہنچایا (یا) جو کمائی اُنھوں نے کی وہ اُن کے کچھ کام نہ آئی[1] ﴿٨٢﴾ (کیونکہ) جب اُن کے پاس خدا کا پیغام لانے والے کھُلی ہوئی واضح دلیلوں اور معجزوں کے ساتھ آئے، تو وہ اپنے اُسی

[1] تاریخ سے استدلال ہے کہ بڑی بڑی متمدن پرشوکت قدیم قوموں کے انجام کو دیکھ لو۔ جب وہ خدائی قانون کو توڑنے پر اُڑ بیٹھیں تو ان کی مادی ترقیاں اور طاقتیں ان کو تباہی سے نہ بچا سکیں۔

***

عِلم میں مَست و مگن رہے جو اُن کے پاس تھا۔(نتیجتاً) اُسی عذاب نے اُن کو آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے ﴿۸۳﴾ تو جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا' تو وہ پُکار اُٹھے کہ: "ہم نے اللہ کو مان لیا' جو ایک ہے' اور ہم اِنکار کرتے ہیں اُن سارے خداؤں کا جنھیں ہم خدا کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے" ﴿۸۴﴾ مگر ہماری سزا کو دیکھ لینے کے بعد اُن کے مان لینے نے اُنھیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔[1] کیونکہ اللہ کا یہی وہ طریقہ اور ضابطہ ہے' جو ہمیشہ اُس کے بندوں میں جاری وساری رہا ہے۔اور اُس وقت یہ حق کے مُنکر (کافر) سراسر نقصان اُٹھاتے ہیں ﴿۸۵﴾

ع ۸/۲۴

عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾
فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾
فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾
ع ۱۴

---

[1] حضرت امام رضا سے پوچھا گیا کہ اللہ نے فرعون کو کیوں غرق کیا جب کہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا تھا؟ امامؑ نے فرمایا۔ "اس لئے کہ وہ خدا کے عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا۔ اور جو عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لائے وہ قبول نہیں ہوتا۔ اللہ کا یہ فیصلہ پہلے والے لوگوں کے لئے بھی تھا۔ اور بعد والوں کے لئے بھی ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ بحوالہ عیون اخبار الرضا)

متوکل عباسی کے پاس ایک عیسائی مرد لایا گیا جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا۔ جب اس پر حد جاری کرنا چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ علماء نے کہا اس کے ایمان نے اس کے شرک اور ہر برے کام کو محو کر دیا۔ آخر متوکل نے امام علی نقیؑ سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

آیات ۵۴ سورہ حٰمٓ السجدہ مکی رکوعات ۶

(حامیم سجدہ والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا' بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

حا۔ میم ① یہ اُسی سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والے' بے حد مسلسل رحم کرنے والے خدا کی اُتاری ہوئی (کتاب) ہے ② ایسی کتاب جس کی آیتیں الگ الگ کرکے خوب کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں' جو نہایت صاف واضح' فصیح و بلیغ اور مناسب ترین الفاظ میں مطلب کو پوری طرح سمجھانے والا قرآن ہے (یا) عربی زبان کا قرآن ہے[1]' اُن لوگوں

اٰیَاتُهَا (۵۴) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ①

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ②

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

مسئلہ پوچھا امامؑ نے لکھا کہ "اس عیسائی کو اس قدر مارا پیٹا جائے کہ وہ مر جائے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایسی بات ہے جس کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں اور نہ سنت رسولؐ میں اس کا ذکر ہے چنانچہ خلیفہ نے امامؑ سے وضاحت طلب کی تو امامؑ نے یہی آیت لکھ کر بھیج دی اس پر متوکل نے وہی کیا جو امامؑ نے فرمایا تھا۔ (الکافی)

***

[1] امام راغب اصفہانی نے لفظ "عربی" کے معنی لکھے (۱) فصاحت (۲) بلاغت (۳) صفائی کے ساتھ اظہار (۴) صاف اور واضح کلام (۵) ایسا کلام جو مطلب کو پوری طرح سمجھا دے۔ یہی معنی یہاں "قرآناً عربیاً" کے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۶۴)۔

***

www.drhasanrizvi.org

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑤

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

کے لئے جو علم رکھتے ہیں ③ جو خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (بُرے انجام کے سامنے آنے سے پہلے بُرے انجام سے) ڈرانے والا بھی۔ مگر اُن لوگوں میں سے اکثر نے مُنہ موڑ لیا اور وہ سُنتے ہی نہیں ④ اُنھوں نے کہا: "جس چیز کی طرف تم ہمیں بُلاتے ہو، اُس کے لئے تو ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک پردہ بھی حائل ہے۔" تو آپؐ اپنی سی کیجئے، ہم اپنی سی کئے جائیں گے ⑤

کہئے کہ میں تمھاری ہی طرح کا ایک اِنسان ہوں (مگر) ایسا کہ میری جانب خدا کا پیغام[1]

---

[1] نبی بظاہر ہم جیسا بشر ہوتا ہے لیکن اس کی امتیازی خصوصیت وحی الٰہی کا ہونا ہوتا ہے۔ جیسے منطق میں انسان کو حیوان ناطق کہتے ہیں یعنی ایسا حیوان جو عقل و بصیرت رکھتا ہو۔ اب اگر کوئی انسان کو صرف حیوان کہے تو یہ غلط ہوگا۔ کیونکہ انسان کا امتیاز نطق یعنی عقل و بصیرت ہے اسی طرح ہم نبی کو صرف بشر نہیں کہہ سکتے۔ خدا نے نبی کو بشر کے ساتھ ساتھ "یوحیٰ اِلَیّ" بھی کہا ہے۔ یعنی ایسا بشر جو خدا کی وحی کو وصول کر سکے اس لئے وہ فقط بشر نہیں، صاحبِ وحی بشر ہے۔ گویا بظاہر دیکھنے میں ضرور ہم جیسا ہے اس لئے کہ ہم کو ہدایت کر سکے اور ہم اس کو اپنے لئے نمونہ حیات بنا کر اس کی پیروی کر سکیں لیکن اس کا ہمہ وقت تعلق اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ گویا نبی وہ ہوتا ہے جس کا ایک جنبہ بشریت سے ملا ہوتا ہے اور دوسرا خدا سے ملا ہوتا ہے۔ بقول سعدی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی خدا کے بعد تو ہی سب سے بڑا ہے۔ یہ ہے ساری بات کا خلاصہ۔

***

www.drhasanrizvi.org

بھیجا جاتا ہے (یا) مجھے وحی کے ذریعہ بتایا
جاتا ہے کہ تمھارا خدا تو بس ایک ہی خدا
ہے۔ لہٰذا تم سیدھے اُسی کا رُخ اختیار کرو
اور اُسی سے معافی طلب کرو۔ اور تباہی اور
بربادی ہے مُشرکوں کے لئے ⑥ جو زکوٰۃ اور
خیرات بھی نہیں دیتے[۱] (یا) جو اپنے کو شرک و
کُفر کی نجاست سے پاک نہیں کرتے اور آخرت
کے بھی مُنکر ہیں ⑦ رہے وہ لوگ جنھوں
نے (خدا و رسولؐ کو) دل سے مان لیا، اور
نیک اعمال بھی کئے، اُن کے لئے ایسا اجر
ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں[۲]" ⑧ ع
اُن سے کہئے کہ کیا تم اُس ذات کا انکار
کرتے ہو اور دُوسروں کو اُس کے برابر ٹھہراتے

ع ۱ / ۸ / ۱۵

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ
لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ ⑥
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۠ ⑧ ع
قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ

---

[۱] بعض علم کلام کے ماہرین نے نتیجہ نکالا کہ کفار فروع کے ساتھ بھی مکلف ہیں لیکن یہاں زکوٰۃ کے فقہی معنی نہیں یا تو اس کے معنی خیر خیرات کے ہیں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہ خود کو کفر و شرک کی نجاست سے پاک نہیں کرتے (تفسیر کبیر۔ روح)

***

[۲] غیر ممنون کے معنی جو ختم ہونے والا نہیں یا کبھی کٹ جانے والا نہیں (مجمع البیان) دوسرا مطلب یہ ہے کہ خدا ان کو بطور جزا اور بطور استحقاق (حقدار ہونے کی وجہ سے) یہ اجر عطا فرمائے گا۔ یہ کوئی ان پر احسان نہ ہوگا جو جتایا جاسکے (تفسیر علی ابن ابراہیم) کیونکہ جب احسان جتا کر کچھ دیا جاتا ہے تو وہ خوشگوار نہیں رہتا (تبیان)

www.drhasanrizvi.org

ہو، جس نے زمین کو دو[1] دن میں پیدا کر دیا۔
وہی تو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے (۹)
اُسی نے زمین میں اُس کے اُوپر پہاڑ جما دیئے،
اور اُس میں برکت بھی عطا کی (یعنی زمین
کو بے حد و بے حساب قوّتِ نمُو بھی عطا کی
اور معدنیات کے بے شمار خزانے بھی اُس میں
رکھ دیئے) پھر اُس میں چار[4] دن کے اندر خوراک
کے سامان ٹھیک حساب سے رکھ دیئے، وہ بھی
سب مانگنے والوں کے لئے یکساں طور پر[2] اُن
کی طلب اور حاجت کے مُطابق (۱۰)
پھر وہ آسمان کی طرف متوجّہ ہوا۔ اِس
حالت میں کہ اُدھر دھواں ہی دھواں تھا۔
اُس نے آسمان اور زمین سے کہا: "وجود میں

یُؤْمِنِیْنَ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹﴾
وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا
وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً
لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ﴿۱۰﴾
ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا

---

[1] چھ دنوں کا ذکر ہو یا دو دنوں کا " یہ تدریجی طور پر تخلیق میں آنے کا بیان ہے۔ غرض دو دنوں سے مراد دو وقت ہیں ایک خلقت کی ابتدا کا وقت اور دوسرے اس کی تکمیل کا وقت (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۷ بحوالہ تفسیر قمی)۔

قرآن میں چھ دنوں کا ذکر بھی ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا۔ ظاہر ہے کہ دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس وقت نہ تو سورج تھا اور نہ زمین تو دن کہاں سے ہوتے۔ اس لئے دنوں سے مراد مطلق وقت ہے یا زمانے کی کوئی مدت ہے ۔ (فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۵۹ طبع مصر و لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۳۱۲)

***

www.drhasanrizvi.org

آجاؤ۔ چاہے تم چاہو یا نہ چاہو۔" دونوں نے کہا: "ہم آگئے خوشی خوشی" فرماں برداروں کی طرحؑ" ⑪ پھر اُس نے دو دن کے اندر ہی سات آسمان بنا دئے۔ اور ہر آسمان میں اُس کا قانون اور حکم وحی کر دیا (یعنی اُن کو اپنا قانون بتا کر اُس کے مطابق چلا دیا) پھر ہم نے نیچے والے دُنیا کے آسمان کو چراغوں سے سَجا دیا۔ اور اُسے خُوب محفوظ بھی کر دیا۔ یہ سَب ایک زبردست طاقت والے، عِزّت والے، اور سَب کچھ جاننے والے کا منصوبہ، اندازہ اور بندوبست ہے ⑫ مگر یہ لوگ ہیں کہ مُنہ کو موڑے ہی چلے جاتے ہیں۔ تو اِن سے کہئے کہ میں تمھیں اُسی بجلی جیسے اچانک

وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ⑪

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫

ؑ خدا نے زمین اور آسمان میں اپنی قدرت کی تاثیر کو قبول کرنے کو مثالاً یا مجازاً بیان فرمایا ہے۔ یعنی جب خدا کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے، زمین و آسمان اس کی اطاعت کے لئے اپنی آمادگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی اطاعت پر تیار ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۷)

خدا کا یہ کہنا اور زمین و آسمان کا جواب دینا لفظی باتیں نہیں۔ یہ وہی کہنا ہے جس کو دوسری جگہ قرآن میں "کُنْ" یعنی "ہو جا" فرمایا گیا ہے۔ اور زمین و آسمان کے جواب دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فوراً بلا تکلف وجود میں آگئے اور خدا کے احکامات کے مطابق چلنے لگے (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾
اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسی بجلی قومِ عاد و ثمود پر ٹوٹ پڑی تھی ⑬ جب اُن کے پاس خدا کے بھیجے ہوئے رسولؑ اُن کے آگے اور پیچھے (یعنی ہر طرف سے) آئے کہ اللہ کے سِوا کسی کی بندگی (عاجزانہ مکمّل اِطاعت) نہ کرو۔ اِس پر اُنھوں نے کہا: "اگر ہمارا پالنے والا مالک چاہتا تو فرشتے اُتار دیتا لہٰذا ہم اُس بات کو نہیں مانتے جس کے لئے تم بھیجے گئے ہو" ⑭

قومِ عاد کا تو یہ حال تھا کہ وہ زمین میں تکبّر کرتے ہوئے ناحق بڑے بَن بیٹھے۔ اُنھوں نے کہا: "ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟" اُنھوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ جس

(صفحہ ۱۷۵۰ کا بقیہ)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے کافرو اور ظالمو! تم اس لئے گناہوں سے نہ رکے کہ تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو خدا کو معلوم نہیں۔ اصل میں تم نے خدا کو پہچانا ہی نہ تھا۔ اس لئے تم کو گناہ کرنا آسان معلوم ہوا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۸)۔

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "جس نے خدا کو پہچان لیا وہ گناہ نہیں کرتا (تحف العقول)۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ یہاں کھالوں سے مراد چھپے ہوئے جنسی اعضاء ہیں۔ (کافی ۔ من لا یحضرہ الفقیہ)۔

***

www.drhasanrizvi.org

الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا
بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۱۵
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ
لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ
وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۱۶
وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى

نے اُنھیں پیدا کیا ہے، اُن سے زیادہ طاقتور ہے؟ مگر وہ ہماری باتوں، آیتوں، دلیلوں اور نشانیوں کا جان بُوجھ کر اِنکار ہی کرتے رہے ۱۵ تو ہم نے اُن پر سخت طوفانی ٹھنڈی تُند و تیز ہوا کچھ خاص منحوس دنوں[۱] میں بھیجی، تاکہ اُنھیں ذلّت و رسوائی کی سزا کا مزہ اِس دُنیا کی زندگی میں بھی چکھائیں، اور اِس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آخرت کا عذاب اِس سے کہیں زیادہ ذلیل کرنے والا ہے اور وہاں اُن کی کوئی مدد بھی نہ کی جائے گی ۱۶

اور قومِ ثمود کو تو ہم نے سیدھا راستہ بھی دِکھایا، مگر اُنھوں نے راستہ دیکھنے کے

---

[۱] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ:- رسول خداؐ نے فرمایا کہ صرصر سے مراد ٹھنڈی ہوا تھی- (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۷ بحوالہ تفسیر قمی)

منحوس دنوں سے مراد عذاب الہیٰ کے دن ہیں اس سے یہ ثابت کرنا کہ دن منحوس بھی ہوتے ہیں غیر منطقی ہے- ہر دن اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اللہ کی معصوم مخلوق ہے- البتہ جن دنوں میں جس قوم پر اس کے کرتوت کی وجہ سے خدا کا عذاب آتا ہے، وہ دن اس قوم کے لئے یقیناً منحوس ثابت ہوتا ہے- یہ نحوست دنوں میں نہیں ہوتی قوموں کے اپنے اعمال خراب اور منحوس ہوتے ہیں-

بعض لوگوں نے شمسی قمری مہینوں کی سعد و نحس تاریخوں کا نقشہ تیار کر رکھا ہے- اولاً تو یہ غیر معتبر روایتوں پر مبنی ہے - دوسرے یہ کہ جو شخص خدا پر بھروسہ کرے اس کو ان کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں- (ابن العربی)-

***

www.drhasanrizvi.org

الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع ۲
وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ
يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾
حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ

بجائے اندھا رہنا پسند کیا (یا) اُنھوں نے
اَندھے پن کو سیدھا راستہ پانے پر ترجیح دی۔[1]
تو اُنھیں اُن کے بُرے اعمال کی وجہ سے
ذلّت و خواری کی سخت بجلی کے عذاب نے
پکڑ لیا ﴿۱۷﴾ البتّہ ہم نے اُن لوگوں کو بچا لیا
جو اِیمان لائے تھے اور بُرائیوں سے بچنے
والے، مُتّقی پرہیزگار، لوگ تھے ﴿۱۸﴾ ع ۲ / ۱۰ / ۱۶
اور جِس دن خدا کے دُشمن جہنّم میں لے
جائے جانے کے لئے ہر طرف سے گھیر گھیر کر
لائے جائیں گے تو اُن کو (پچھلی نسلوں کے
آنے تک) روکے رکھّا جائے گا[2] ﴿۱۹﴾ یہاں تک
کہ جب سب وہاں پہنچ جائیں گے، تو اُن
کے کان، اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں تک

[1] محققین نے لکھا کہ خدا کا یہ فرمانا کہ "انہوں نے اندھے پن کو ترجیح دی، بتاتا ہے کہ انسان فاعل مختار ہے۔ مجبور نہیں۔ خدا کا ہدایت فرمانا بطور جبر نہیں ہوا کرتا ورنہ لوگوں کے ترجیح دینے کا کوئی سوال ہی نہ پیدا ہوتا (تبیان)

***

[2] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اول آنے والے روکے جائیں گے تاکہ پچھلی (نسلیں) بھی ان سے آن ملیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۸ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾
وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا
اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ
مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ
وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ
اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

اُن کے خلاف اُس بات کی گواہی دیں گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿۲۰﴾ تو وہ اپنی کھالوں سے پوچھیں گے: "تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟" تو وہ جواب دیں گی: "ہمیں اُسی خدا نے بُلوایا ہے جس نے ہر چیز کو بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے[1]۔ اُسی نے تم کو بھی پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا" اور پھر اُسی کی طرف تم کو پلٹنا بھی ہے ﴿۲۱﴾ تم دُنیا میں جُرم کرتے وقت جب چھپا کرتے تھے تو تمھیں یہ خیال نہ آیا کہ کبھی تمھارے اپنے کان، تمھاری اپنی آنکھیں، اور تمھاری اپنی کھالیں بھی تمھارے خلاف گواہی دیں گی[2]۔ بلکہ تمھارا خیال تو یہ تھا کہ تمھاری بہت سی بدمعاشیوں کا خدا کو[3]

[1] دلیل یہ ہے کہ یہ زبان جسے تم بولنے والی سمجھتے ہو تو یہ بھی تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔ اس میں بولنے کی طاقت کہاں سے آگئی؟ کیا اس نے از خود یہ طاقت حاصل کر لی؟ اس میں یہ طاقت بھی قادر مطلق ہی کے حکم سے آئی۔ پھر وہی خدا جب اپنی مرضی سے دوسرے اعضاء کو بلوانا چاہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ (ماجدی)

...

[2] آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم خود بے عزتی سے بچانے کے لئے لوگوں سے اپنے گناہ چھپاتے تھے اور تم یہ نہ سمجھتے تھے کہ خود تمہارے اپنے اعضاء ہی تمہارے خلاف گواہی دیں گے اسی لئے تم نے اپنے گناہ اپنے اعضاء سے نہ چھپائے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۸)

***

[3] بہت سے مشرک حکماء فلاسفہ نے علم الہیٰ کو ناقص سمجھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کو صرف کلیات یا اصولوں کا علم ہے۔ جزئیات کا علم نہیں غرض مشرکوں نے خدا کے علم کو سمجھنے میں بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۷۴۷ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدٰىكُمْ
فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾
فَإِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا
فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ

عِلم ہی نہیں ہے ﴿۲۲﴾ بس تمھارا یہی خیال جو
تم اَپنے پالنے والے مالک کے بارے میں
رکھتے تھے[۱] تمھیں لے ڈوبا اور (اِسی وجہ
سے) تم سخت نُقصان اُٹھانے والوں میں
سے ہوگئے" ﴿۲۳﴾ اَب چاہے وہ صبر کریں (یا
نہ کریں) آگ ہی اُن کا ٹھکانا ہوگی۔ اَب
اگر وہ خدا کو راضی کرنے کی کوشش بھی کریں
تو اُن سے راضی نہیں ہوا جائے گا (یا)
پھر اُن کو خدا کو راضی کرنے کا کوئی
موقع بھی نہیں دیا جائے گا (کیونکہ یہ موقع
صرف دُنیا کی زندگی میں فراہم کیا جاتا ہے) ﴿۲۴﴾
ہم نے اُن پر اَیسے ساتھی مقرّر کردئے جو
اُن کے آگے پیچھے ہر چیز کو بَنا سجَا کر

[۱] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "سب سے آخری آدمی جس کو جہنم لے جانے کا حکم ہوگا وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا۔ اللہ حکم دے گا اس کو واپس لاؤ۔ فرشتے اسے واپس لائیں گے۔ اللہ اس سے پوچھے گا تو نے میری طرف کیوں توجہ کی؟۔ وہ کہے گا۔ "اے میرے پالنے والے مالک میرا خیال یہ نہ تھا کہ تو مجھے جہنم میں بھیج دے گا۔" حکم ہوگا۔ "پھر میرے بارے میں تیرا کیا خیال و گمان تھا؟ وہ کہے گا" میرا خیال گمان یہ تھا کہ تو مجھے معاف کردے گا اور مجھے جنت میں جگہ دے گا۔" خدا اسی وقت حکم دے گا" اے میرے فرشتو! اس کے گناہ معاف کئے جائیں اور اسے جنت میں داخل کردیا جائے۔" اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا۔" کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ اللہ کی طرف نیک گمان یا اچھا خیال رکھے اور اس کا نیک گمان اسے فائدہ نہ پہنچائے۔" پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۸ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

خُوبصورت بنا کر دِکھاتے ہیں۔ اِس طرح
اُن پر (ہمارے عذاب کی) بات پُوری ہو
کر ہی رہی جو اُن سے پہلے کے جِنوں اور
اِنسانوں کے گروہوں پر پُوری ہو چکی تھی۔
حقیقتاً وہ (سَب کے سب) نُقصان اُٹھانے
والے تھے ﴿۲۵﴾

ع ۳ ۱۷

اور حق کے مُنکر 'کافروں' نے کہا: "اِس
قرآن کو ہرگز نہ سنو۔ اور جب یہ پڑھا جائے
تو بَک بَک کرکے اِس میں خلل ڈالو۔ شاید
اِس طرح تم غالب آجاؤ[۱] ﴿۲۶﴾ ہم لازمی طور
پر اِن حق کے مُنکروں یا کافروں کو سخت
سزا کا مزہ چکھا کر رہیں گے اور اُنھیں اُن
کے اُن بُرے کاموں کے مطابق پُورا پُورا بدلہ

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ
اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۷
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ
وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾
فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ

[۱] حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب کفار قرآن کا مقابلہ نہ کر سکے تو ابو جہل نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جب محمدؐ قرآن پڑھا کریں تو تم ان کے سامنے جا کر خوب چیخ و پکار مچایا کرو تاکہ لوگوں کو پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں (قرطبی)۔
محققین نے نتیجہ نکالا (۱) کہ تلاوت قرآن یا درس قرآن کے دوران خلل ڈالنا، شور مچانا، باتیں کرنا، غور سے نہ سننا، کفر کی علامت ہے اور (۲) قرآن کو غور سے سننا سمجھنا واجب ہے اور (۳) ایمان کی علامت ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾
ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ
الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا
لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

دیں گے جو وہ کیا کرتے ہیں ﴿۲۷﴾ یہ (جہنّم کی)
آگ خدا کے دشمنوں کی سزا ہے، جس
میں اُن کا ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔
یہ اُس جُرم کی سزا ہے کہ وہ ہماری باتوں،
نشانیوں، دلیلوں اور آیتوں کا اِنکار کیا
کرتے تھے ﴿۲۸﴾ تو اِس سزا پانے پر حق کے
مُنکر یا کافِر کہیں گے: "اَے ہمارے پالنے
والے مالک! ہمیں اُن جنوں اور اِنسانوں
کو تو دکھا دے جِنھوں نے ہمیں گُمراہ کیا
تھا (تاکہ) ہم اُنھیں اَپنے پَیروں کے نیچے
رکھ کر رَوند ڈالیں، تاکہ وہ خوب ذلیل
ہوں (یا) تاکہ وہ دونوں سب سے نیچے
والوں میں سے ہو جائیں" ﴿۲۹﴾

(صفحہ ۱۷۵۵ کا بقیہ)

ذاکرین، اساتذہ، علم دین کی کتابوں کے مصنفین، مترجمین، شارحین، مجاہدین اور شیوخ طریقت شامل ہیں۔

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ:۔

(۱) لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر زندگی گزارنا افضل نہیں بلکہ لوگوں کو ہدایت کرنا، تعلیم دینا، خدمت کرنا افضل ہے (۲) اور بہترین قولی عبادت اللہ اور اس کی اطاعت کی طرف بلانا ہے۔ (جصاص)

***

۲ ایک تشریح یہ ہے کہ یہاں برائی سے مراد سخت کلامی اور بدزبانی ہے اور بھلائی سے مراد رواداری، تہذیب، نرم کلامی اور شائستگی ہے (تبیان)

مقصد یہ ہے کہ تمہارا مخالف کتنی ہی بدزبانی کرے، تم سخت کلامی نہ کرو۔ ممکن ہے کہ تمہاری نرم کلامی کی وجہ سے اس کی سخت کلامی نرم کلامی میں تبدیل ہو جائے اور پھر وہ نرمی رفتہ رفتہ محبت، الفت اور دوستی میں بدل جائے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝٣٠

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝٣١

رہے وہ کہ جن لوگوں نے کہا کہ: "اللہ ہمارا پالنے والا مالک ہے۔ اور پھر اِس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہ کر جمے بھی رہے"، تو یقیناً اُن پر فرشتے اُترتے ہیں[1] (یہ کہتے ہوئے کہ) "نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ بس خوش ہو جاؤ اُس جنّت کے گھنے سرسبز و شاداب باغ سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ۝۳۰ ہم اِس دُنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی، دوست اور مددگار ہیں، اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو تم چاہو گے تمھیں ملے گا۔ اور ہر چیز جس کی تم تمنّا کرو گے وہ تمھاری ہوگی، ۝۳۱ وہ بھی مہمانی کے طور پر، اُس ذات کی طرف سے جو بڑا

---

[1] "ان پر فرشتے اترتے ہیں" یعنی موت کے وقت فرشتے آکر ان کو جنت کی بشارت دیتے ہیں (تبیان)

دوسرا قول یہ ہے کہ حشر کے وقت قبروں سے اٹھائے جاتے وقت انہیں فرشتے یہ بشارت دیں گے (تبیان)

تیسرا قول یہ ہے کہ ایسا تین دفعہ ہوگا۔ موت کے وقت، قبروں میں، اور پھر قبروں سے اٹھائے جانے کے وقت (مجمع البیان)

"پھر وہ اسی پر قائم رہ کر جمے بھی رہے"

اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا:- "اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ائمہ برحق کی اطاعت پر قائم رہے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۸ بحوالہ کافی)

امام علی رضاؑ سے پوچھا گیا کہ استقامت یعنی اس پر قائم رہنے کے کیا معنی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا "خدا کی قسم وہی جس پر تم قائم ہو" (یعنی عقیدہ امامت --

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲ ع ۷ ۱۸

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴

ہی معاف کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ۝۳۲ ع

اور بھلا اُس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہو سکتی ہے جس(۱) نے اللہ کی طرف بُلایا[1]، اور (خود بھی)(۲) نیک عمل کیا اور(۳) کہا کہ میں مسلمان ہوں (یعنی) اللہ کے سامنے سرِ تسلیم و اِطاعت جُھکا دینے والوں میں سے ہوں ۝۳۳ غرض نیکی اور بدی (یا) اچھائی اور بُرائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی۔ تم بُرائی کو ایسی اچھائی سے دُور کرو جو سب سے اَچھّی ہو[2]۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے اور جِس کے درمیان دشمنی تھی، وہ یکایک ایسا ہو جائے گا کہ جیسے تمھارا جگری دوست

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ائمہ اہل بیتؑ کو امام برحق ماننا یا حضرت علیؑ کی ولایت پر قائم رہنا) " (تفسیر مجمع البیان و تفسیر قمی)

خدا کا فرمانا کہ " ملائکہ اترتے ہیں " اس کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ " مومن کے پاس موت کے قریب فرشتے آتے ہیں اور وہ انہیں یہی خوشخبری سناتے ہیں جس کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے " (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۹ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)۔

کسی نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس فرشتے بھی آتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا " ہاں! خدا کی قسم آتے ہیں۔ ہمارے فرش پر بیٹھتے ہیں۔ کیا تم نے خدا کی کتاب نہیں پڑھی؟ " اس کے بعد اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ (البصائر)

***

[1] اللہ کی طرف بلانے والوں میں حاکم عادل، علماء، مخلص غیر کاروباری واعظین،

(بقیہ صفحہ ۱۷۵۳ پر)

www.drhasanrizvi.org

بن گیا ہے (۳۴) ہاں یہ بات نصیب نہیں
ہوتی، مگر صرف اُن لوگوں کو جو صبر و
برداشت سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ مقام
حاصل نہیں ہوتا مگر صرف اُن لوگوں کو
جو بڑے نصیبے والے خوش قسمت لوگ ہیں (۳۵)
اَب اگر تم شیطان کی طرف سے ورغلائے
جاؤ، تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لو۔ بلاشبہ
وہ سب کچھ سننے والا بھی ہے اور سب کچھ
جاننے والا بھی (۳۶)
اور خدا کی نشانیوں میں سے رات دن،
سورج اور چاند بھی ہیں۔ لہٰذا تم سورج
اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اُس خدا کو سجدہ
کرو جس نے اُنھیں پیدا کیا ہے، اگر تم واقعی

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا
ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (۳۵)
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۳۶)
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا

لے عرفاء نے نتیجے نکالے کہ (۱) شیطانی وسوسہ کا امکان کاملین کے لئے بھی ہے (۲) اصلاح اخلاق ضروری ہے اور اس کے لئے مجاہدہ ضروری ہے (۳) بندہ مومن کو شیطان سے کسی وقت غافل یا بے فکر نہ ہونا چاہیئے اور ہر وقت خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔

اس آیت میں ظاہری طور پر کلام کا خطاب رسول خداؐ سے ہے مگر مراد حضورؐ کی امت ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۹ بحوالہ تفسیر قمی)

یاد رہے کہ جہاں بھی مخاطب رسولؐ ہوتے ہیں وہاں ہمیشہ مراد رسول خداؐ کی ذات نہیں ہوتی بلکہ امت کو سنانا مقصود ہوتا ہے (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

خدا ہی کو مستحقِ عبادت سمجھتے ہو (یا) اگر
واقعی تم خدا کی عبادت کرنے والے ہو[۱] ﴿۳۷﴾
اَب اگر وہ تکبّر سے کام لیں تو یہ حقیقت
ہے کہ جو فرشتے تیرے پالنے والے مالک کے
پاس ہیں، وہ دن رات اُسی خدا کی تسبیح
کرکے اُس کی پاکی اور کمال کو بیان کر
رہے ہیں، اور وہ کبھی تھکتے بھی نہیں[۲] ﴿۳۸﴾ (سجدہ کیجئے)
اور اللہ کی نِشانیوں میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ تم دیکھو گے کہ زمین بالکل سُنسان
اور غمگین پڑی ہے۔ پھر جونہی ہم نے اُس
پر پانی برسایا تو یکایک وہ لہلہانے لگی۔
اور اُس میں قوّتِ نمو پیدا ہو گئی (یا) وہ
پھولنے پھلنے لگی[۳]۔ حقیقت یہ ہے کہ جس خدا

لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ
تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾
فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ
بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْــٴَـمُوْنَ ﴿۳۸﴾ (السجدة)
وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ
اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ

---

[۱] آفتاب پرستی اور ماہتاب پرستی دنیا میں شرک کے سب سے بڑے مظہر رہے ہیں۔ اسی لئے انہیں دونوں کا نام خاص طور پر لیا گیا ہے۔

***

[۲] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ لوگوں کے تکبر کے مقابلے میں فرشتوں کا ذکر کرنا یہ بتاتا ہے کہ ملائکہ مقربین کی تعداد تکبر کرنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔

***

[۳] "اهتزّ" کے معنی تروتازہ ہو کر حرکت کرنا یا جھومنا ہے۔ تروتازگی اور شادابی کی وجہ سے درخت ہلتے ہیں اور بل کھاتے ہیں اس کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)

اور "ربت" کے معنی "بڑھی، پھولی اور ابھری" کیوں کہ ربوٗ کے معنی پھولنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۵۴)

***

اَلَّذِیْٓ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰىؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَاؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾

نے اِسے زندگی دی، وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ حقیقتاً وہ ہر چیز پر پُوری طرح قادر ہے ﴿۳۹﴾

رہے وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو اُلٹے سیدھے معنی پہناتے ہیں، تو وہ ہم سے چھُپے ہوئے نہیں ہیں[1]۔ تو کیا جس کو آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے، یا وہ جو قیامت کے دن امن سکون اور اِطمینان کے ساتھ آئے[2]؟۔ تو اَب تم جو چاہو سو کرو۔ بس یہ حقیقت یاد رہے کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو، خدا اُس کو دیکھ رہا ہے ﴿۴۰﴾

یہ وہی لوگ ہیں کہ جب اُن کے سامنے قرآن کا کلامِ نصیحت آیا، تو اُنھوں نے

---

[1] علماء نے لکھا ہے کہ یہ آیت اور دھمکی ان باطل فرقوں کیلئے بھی ہے جو قرآنی آیات کی تاویل اپنی مرضی سے گڑھ گڑھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے اصول یہ مانا گیا کہ ہر اصل اپنے ظاہر پر محمول ہوگی تاوقتیکہ کوئی قطعی دلیل یا قول معصوم نہ مل جائے۔

اس آیت میں ان غالی صوفیوں کی بھی رد آ گئی جو اپنی ایجاد کردہ تاویلیں پیش کرتے ہیں (تھانوی)۔

***

[2] قیامت میں وہی امن وامان میں رہنے والا ہوگا جو دنیا میں صاحب ایمان تھا۔ (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اُس کو ماننے سے اِنکار کر دیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ (قُرآن) ایک زبردست نادر لاجواب کِتاب ہےؔ ﴿۴۱﴾ باطل تو اُس کے پاس آ ہی نہیں سکتا' نہ اِس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سےؔ۔ (کیونکہ) یہ اُس ذات کا اُتارا ہوا ہے جو دانائی کے ساتھ بہت گہری حقیقتوں کے مطابق' بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے اور ہر تعریف کا حقدار بھی ﴿۴۲﴾

آپؐ سے جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے اُس میں کوئی چیز بھی اَیسی نہیں ہے جو آپؐ سے پہلے گزُرے ہوئے رسولوںؑ سے نہ کہی جا چکی ہو۔ حقیقتاً آپ کا پالنے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

لہ "عزیز" کے معنی ایسا غالب جو کبھی مغلوب نہ ہو اور جب یہ لفظ کتاب کے لئے آئے تو اس کے معنی نادر اور کمیاب کے ہوتے ہیں۔ اور ایسی زبردست کتاب بھی کہ جس پر کوئی غالب نہ آسکے۔ (زجاج)۔

بعض نے کہا عزیز کے معنی ایسی چیز جس کی مثل کوئی نہ ہو اور جس میں کسی نامناسب بات کا عمل دخل نہ ہو سکے (بیہقی)

کبھی اس کے معنی گراں قدر یعنی بہت قیمتی ہونے کے بھی آتے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۹۹ و صفحہ ۳۰۱)

***

۲ؔ یہ آگے پیچھے کا ذکر مفہوم میں قوت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ یعنی کسی رخ سے بھی اس میں غلطی کا امکان نہیں۔

بعض لوگوں نے یہ مطلب لکھا کہ اس سے پہلے کوئی خدا کی کتاب ایسی نہیں جو قرآن کو غلط کہے اور نہ قرآن کے بعد اس کے غلط ہونے کا کوئی ثبوت آیا۔ (جلالین)

***

www.drhasanrizvi.org

إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ
أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَ

والا مالک اپنی رحمت سے ڈھانپ کر بڑا معاف کر دینے والا بھی ہے" اور اُس کے ساتھ ساتھ بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا دینے والا بھی ہے[۱] ﴿۴۳﴾

اگر ہم اِس قرآن کو عربی کے علاوہ کسی اور زبان کا بنا کر اُتارتے تو وہ لوگ کہتے کہ: "اِس کی آیتیں صاف صاف کھول کھول کر الگ الگ بیان کرنے والی (عربی زبان میں) کیوں نہیں رکھی گئیں؟ کیا عجیب بات ہے کہ کلام غیر عربی زبان میں ہے اور مخاطب عرب ہیں۔" اُن سے کہئے: "یہ قرآن ابدی حقیقتوں کو دل سے مان کر ایمان لانے

[۱] آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پچھلے انبیاءؑ کی تکذیب کی گئی اور انہیں تکلیفیں دی گئیں وہی سب کچھ آپ کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ اب جس طرح انہوں نے صبر کیا تھا، آپ بھی صبر کیجئے۔ یاد رہے کہ خدا کا چاہنا بلاوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ حکیم ہے۔ اس کا چاہنا استحقاق کے معیار کے عین مطابق ہوتا ہے۔ وہ مومنین کو معاف کر دیتا ہے (ان کے ایمان اور توبہ کی وجہ سے) اور کافروں کو سزا دیتا ہے (ان کے کبر، ضد اور ظلم کی وجہ سے) (جلالین)

محققین نے لکھا کہ خدا کی اصل صفت تو رحمت سے ڈھک لینا اور معاف فرمانا ہی ہے لیکن منکرین اور ظالمین نے خود کو اپنے عمل سے مغفرت اور معافی کا نااہل کر لیا اس لئے ان کے لئے شدید دردناک سزا رکھی گئی ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

شِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ
عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۴۴ ع
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا

والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور (اُن

کے امراض کی) شفا بھی ہے۔ مگر جو لوگ

اَبدی حقیقتوں کو دل سے مان کر اُن پر

اِیمان ہی نہیں لاتے' (یعنی) جو اَبدی

حقیقتوں کو دل سے ماننے کو تیّار ہی نہیں'

اُن کے لئے یہ قرآن کانوں کا بوجھ یا ڈاٹ

بھی ہے اور آنکھوں کی پٹّی یا اَندھا پن

بھی۔ اُن کا حال تو اَیسا ہے کہ جَیسے اُن

کو بہت ہی دُور سے پُکارا جا رہا ہو

(کہ اُن کی کچھ سمجھ ہی میں نہ آتا ہو۔

صرف آواز کان کے پَردوں سے لگ کر

۵ ع ۱۶ باہر ہی باہر گُزر جاتی ہو)[1] (۴۴)

اور ہم نے موسیٰؑ کو بھی کتاب عطا

[1] "بہت دور کی جگہ سے پکارا جارہا ہے" یعنی کچھ سنائی نہیں دیتا۔ عالم یہ ہے کہ آواز تو کانوں میں جارہی ہے مگر اُن کی بے توجہی اور تکبر کی وجہ سے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہا جارہا ہے (تبیان)

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ قرآن کا اطلاق قرآن کے ترجمے پر بھی جائز ہے (جصاص)

***

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾

کی تھی تو اُس میں بھی اختلاف کیا گیا۔ اگر تمھارے پالنے والے مالک نے پہلے ہی ایک بات طَے نہ کر دی ہوتی، تو اِن اِختلاف کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔[1] حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قُرآن کے بارے میں بھی سخت قِسم کے شک و شبہ میں گرفتار ہیں ﴿۴۵﴾

غرض جو کوئی بھی نیک کام کرے گا، تو وہ اَپنے ہی لئے اَچھا کرے گا۔ اور جو بُرا کام کرے گا، وہ خود اَپنے ہی کو نُقصان پہنچائے گا۔ اور تمھارا پالنے والا مالک اَپنے بَندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے[2] ﴿۴۶﴾

---

[1] اگر تمھارے پالنے والے مالک نے یہ بات پہلے ہی طے نہ کر دی ہوتی" قرآن میں یہ مفہوم بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس کے تین معنی ہیں (۱) ایک یہ کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ سارے اختلافات اور مظالم کا پورا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا (۲) دوسری بات یہ طے ہو چکی ہے کہ رسولوںؑ کی وجہ سے امتوں پر مختتم عذاب نہیں آئے گا اور (۳) جہنم کو ظالموں، کافروں اور مشرکوں سے بھر دیا جائے گا۔ ہر جگہ اس آیت کا اشارہ ان میں سے کسی ایک یا دو یا تینوں باتوں کی طرف ہوتا ہے۔ (تبیان، مجمع البیان)۔

* * *

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اس آیت سے خدا کا عادل ہونا پوری طرح ثابت ہے (فصل الخطاب)۔ آیت کا مقصد رسولؐ کو تسکین دینا ہے کہ لوگوں کی عادت انکار تو پہلے ہی سے چلی آ رہی ہے۔

علمائے علم کلام و اخلاق نے نتیجے نکالے کہ (۱) اسلام کی ایک بنیادی حقیقت انفرادی شخصی ذمہ داری ہے (۲) اور نیک بزرگوں سے محض نسبتی تعلق رکھنا کافی نہیں (۳) نیز یہ کہ خدا عادل حقیقی ہے۔

* * *

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

محمد ارشاد حسین شاہ
انچارج ایڈمنسٹریٹر آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس Holy Quran کے پارہ نمبر ۲۲ (ختم القرآن) کو حرفاً حرفاً
بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی غلطی نہیں
نہیں ہے اور زیر زبر پیش جزم مد وغیرہ درست ہیں۔
دوران طباعت اگر کوئی زیر زبر پیش جزم مد وغیرہ ٹوٹ جائے
تو اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر نہیں ہے۔

[illegible] ارشاد [illegible]
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.org

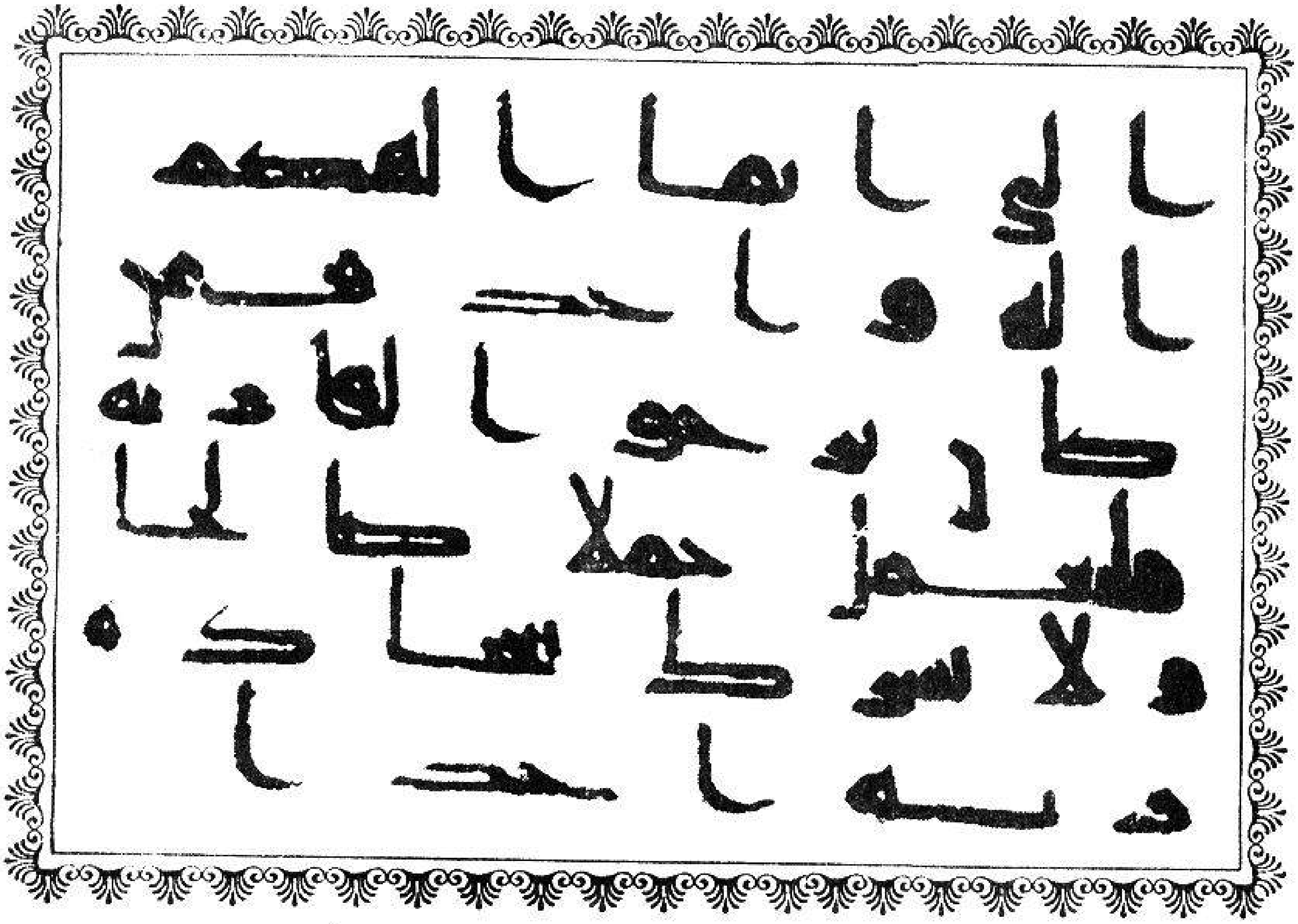

امام باقر علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○ ......"اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

○ ......"یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

○ ......"تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

○ ......"عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

○ ......"ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستّر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13